جامعہ عثمانیہ تحقیق و دعوت کا ترجمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝

رمضان ۱۴۲۱ھ
دسمبر ۲۰۰۰ء

پشاور
پاکستان

العصر

ماہنامہ

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمن

جامعہ عثمانیہ
نوتھیہ روڈ — پشاور

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان
ماہنامہ العصر پشاور

زیر سرپرستی
حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

مجلس ادارت
مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی مجم الرحمٰن

نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

قانونی مشیر
نثار خان ایڈووکیٹ

دسمبر ۲۰۰۰ء　رمضان ۱۴۲۱ھ　جلد ۶ شمارہ ۱۲

فہرست مضامین

امت کی فضیلت کا راز	اداریہ	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۱۳
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۱۹
زندگی کا گراں قدر سرمایہ	حافظ محمد عثمان	۲۲
مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑوی کی رحلت	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۲۷
مذہب کے زندہ رہنے کے ذرائع	مولانا ابو الحسن علی ندویؒ	۳۲
عید الفطر احکامات کی روشنی میں	مفتی حمید اللہ	۳۶
سالانہ فہرست مضامین	جلال الدین	۴۳

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر - صوبہ سرحد پاکستان فون ۲۷۳۵۶۱-۰۹۱

پبلشر و دفتر: مفتی غلام الرحمٰن نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ، عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے / سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع

گھر انسان کی بنیادی ضرورت ہے خود اور اپنی اولاد کے آرام و سکون کے لئے ہر ایک گھر بنانے کی کوشش میں رہتا ہے زندگی بھر ایک گھر کی تعمیر انسان کی واحد آرزو اور تمنا ہوتی ہے لیکن کیا ہم نے کہیں یہ سوچا کہ دنیا کی عارضی زندگی کی نسبت سے ہمیں قیامت کی ابدی زندگی میں بہتر سے گھر بنانے کی ضرورت ہے یہاں تو پھر بھی ذاتی مکان نہ ہونے کی صورت میں کرایہ کے مکان میں زندگی کی صبح و شام تمام ہو سکتی ہے لیکن قیامت میں کرایہ داری کا نظام نہیں پایا جاتا

آئیے بغیر سوچے فیصلہ کیجئے

کہ ہمیں جنت میں گھر بنانا ضروری ہے اس کے لئے آپ کرہ ارض پر مسجد یا کسی دینی درسگاہ کی تعمیر میں حصہ لیکر اپنی آرزو پوری کر سکتے ہیں - اس سلسلہ میں جامعہ عثمانیہ نے بنات اسلام کے لئے ﴿مدرسہ سیدہ فاطمہؓ﴾ کے عظیم منصوبہ پر کام شروع کر کے دو مراحل میں جامعہ کے ساتھ ساتھ ستر مرلہ کا پلاٹ تقریباً دس لاکھ روپے میں خرید کر مسلمانوں کو جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع فراہم کیا ہے - زر زمین کا یہ نا قابل تحمل بوجھ اٹھانے میں کوشش کیجئے اور مسلمان بچیوں کی تعلیم و تربیت میں دل کھول کر حصہ لیں -

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عثمانیہ پشاور

اداریہ صدائے عصر

امت کی فضیلت کا راز

اگرچہ آئندہ تعلیمی سال نمبر 9 سے انشاء اللہ تعالی جامعہ میں دورہ حدیث کا اجراء ہوگا - تاحال درجہ تخصص کے علاوہ تعلیمی مراحل موقوف علیہ یعنی درجہ سابعہ تک محدود رکھے گئے تھے - ۲۲ رجب ۱۴۲۱ھ سالانہ تعلیمی نظام کے آخری درس کے موقع پر مشکوۃ المصابیح کی آخری حدیث پر جامعہ کے مدیر مفتی غلام الرحمٰن نے جو بیان کیا افادہ عام کے لئے شائع کیا جارہاہے - حافظ احسان الرحمٰن عثمانی متعلم درجہ خامسہ جامعہ ہذا نے ٹاپ سے نقل کیاہے -

(ادارہ)

عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول فى قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعين امة انتم خيرها اكرمها على الله رواه الترمذى وابن ماجة والدارمى قال الترمذى هذا حديث حسن

ترجمہ بہز بن حکیم اپنے والد اور والد اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں - کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ باری تعالی کے اس قول میں ﴿کنتم خیر امة اخرحت للناس میں فرمایا کہ تم ستر امتوں کا اتمام کر رہے ہو اور تم ان امتوں میں اللہ تعالی کے ہاں سب سے بہتر اور عزت والے ہو -

حدیث کی تشریح ا - صاحب مشکوۃ نے اب تک جو حدیثیں لائی ہیں یہ ان میں مشکوۃ المصابیح کی آخری حدیث ہے - جو کہ امت کی فضیلت کے بارے میں وارد ہے - حدیث کا بنیادی تعلق

کتاب التفسیر سے ہے - کنتم خیر امة کی آیت جب اتری - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جو فرمایا وہی نقل کی جارہی ہے - کہ تم ایسی امت ہو کہ تم سے ستر امتوں کی تکمیل ہو رہی ہے یعنی تم سے پہلے اُنہتر امتیں گذری ہیں - اور تم ان میں سترہویں امت ہو ان تمام امتوں کی نسبت سے تم سب سے بہتر اور اکرم ہو اس امت کی فضیلت کے بارے میں یہ حدیث نہیں بلکہ اس سے پہلے بہت روایات گزری ہیں خود قرآن اس کی عظمت کے بارے میں اعلان کر رہاہے -

وکذالك جعلنكم امة وسطا کہ تمہیں اعتدال پسند امت قرار دیا گیاہے - مذکورہ حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کونسی خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے اس امت کو بعد میں آنے کے باوجود تمام اولاد آدم پر فضیلت دی گئی -

فضیلت بوجه کثرت - اس امت کی فضیلت کی ایک وجہ یہ ممکن ہے کہ رسولؐ سے پہلے باقی انبیاء اور رسل مخصوص اور متعین افراد کے لئے اللہ کی جانب سے بھیجے جاتے رہے اور ان کی اقوام اور امتوں میں تحدید تھی خلاف حضورؐ کی کہ وہ تمام عالم کے لئے رسول بناکر بھیجے گئے ہیں تو یہ فضیلت امت کی کثرت کے اعتبار سے ہے - جس طرح اس کثرت کی تائید رسولؐ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے - کہ حضورؐ نے فرمایاہے کہ قیامت کے دن جب تمام امتیں میدان حشر میں حاضر ہوں گی تو تمام 120 صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں امت محمدیہ کی ہوں گی باقی چالیس صفیں بقیہ امتوں کی ہوں گی اس سے اندازہ ہوتاہے کہ 2/3 امت محمدیہ ہے اور 1/3 حصہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام کی امتیں ہیں - تو یہ فضیلت اس امت کی کثرت کے اعتبار سے ہے کیونکہ حضورؐ کی بعثت کافۃ للناس ہے اور الی یوم القیامۃ ہے اور نبیؐ کی تشریف آوری پر نبوت کا دروازہ قیامت تک بند کر دیا گیا - آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اگر کوئی نبوت کا دعوی کرے تو وہ کذاب ہوگا تو اب تک جتنے لوگ دنیا میں پیدا ہوئے ہیں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہوں گی وہ تمام امت محمدیہ میں

Scanned with CamScanner

شمار ہوں گے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس امت کے دو طبقے ہیں ایک وہ طبقہ ہے جو الدعوۃ کے نام سے موسوم ہے اور دوسرا طبقہ امت الاجابۃ ہے امت کا وہ حصہ جس کی حضور کی بعثت ہے اس اعتبار سے کرہ ارض پر جتنے بھی لوگ ہیں مسلمانوں کے علاوہ کیوں نہ ہوں جن ہوں یا انس تمام امت دعوۃ کے دائرہ میں آتے ہیں کیونکہ آپ کی د تمام لوگوں کے لئے ہے۔ تو افراد کے اعتبار سے ﴿امت الدعوۃ﴾ کا سلسلہ اتنا وسیع ہے سے آپ کی بعثت کے بعد کوئی انسان خارج نہیں۔ زمانہ نبوت کے بعد انس و جن کی حقیق جو دائرہ ہے امت دعوۃ اس میں شامل ہے پھر امت کی وسعت کسی سے مخفی نہیں البتہ لوگوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر اسلام قبول کیا تو یہ امت الاجابۃ کے زمرہ میں ہیں یہ دائرہ اگرچہ امت الدعوۃ کی نسبت سے مختصر ہے لیکن پھر بھی اس میں ذاتی طور پر وسعت ہے کیونکہ اس میں دور نبوی سے لیکر قیامت تک جتنے لوگ ایمان اور اسلام آئیں گے تو امت محمدیہ میں شمار ہوں گے۔ اور یہ فضیلت جس طرح عہد نبوی میں کرام کے لئے ثابت تھی جو کہ اولین مخاطبین قرآن ہیں تو آخر میں جو بھی آپ پر ایمان لا اور انہے آپ کو دیکھا بھی نہ ہو وہ بھی اس فضیلت میں شامل ہے واضح رہے کہ یہ اس امت محمدیہ کی خصوصیت ہے اس میں سابقین اور لاحقین، متقدمین اور متاخرین سب شریک ہیں خواہ وہ عہد نبوی میں تھے یا صحابہ یا تابعین اور تبع تابعین کے دور میں تھے یا آخر میں کہیں آئیں گے۔ تاہم صحابہؓ یا پھر صحابہ میں انصار اور مہاجرین، یا ساعۃ العسری کی ساتھیوں کی عظمت اس کے علاوہ ہے تو ﴿انتم تتمون﴾ میں تمام امت شریک ہے

یہ شخصیات کا ذاتی تقاضا نہیں کہ افراد کی کسی ذاتی خوبی کا اس میں دخل ہے۔ یہ اعمال کی برکت سے امت کو یہ خوبی ملی ہے۔ اور یہی اعمال باقی امتوں کی نسبت سے اس امت کا خاصہ رہا ہے۔ لیکن یہ اعمال کیا ہیں جن کی وجہ سے یہ فضیلت مل رہی ہے تو قرآن شریف نشاندہی کرکے کہتا ہے ﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف

وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ﴾ تین خوبیوں کی بناء پر امت محمدیہ کو یہ فضیلت اور خصوصیت ملی ہے

(۱) امر بالمعروف (۲) نہی عن المنکر (۳) ایمان باللہ بلکہ اگر غور کیا جائے تو امت کی یہ بہتری در حقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ہے آپ کی وجہ سے امت کو فضیلت دی گئی آپ کے اعمال کی وجہ سے امت اوج ثریا تک پہنچی۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جس طرح ایک عالم کے ساتھ ایک خادم ہو تو اس عالم کا جو مقام و مرتبہ ہوگا اس کا خادم بھی اس حیثیت سے کہ وہ اس کا خادم ہے وہی پروٹوکول ملے گا۔ جو عالم کو دیا جاتا ہے۔ عالم کو جہاں بٹھایا جاتا ہے جو مراعات اس عالم کے لئے ہوتی ہیں تو اس کی مناسبت سے اس خادم کے لئے بھی ہوتی ہیں لیکن اگر خادم کو خادم کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس کا تعلق اس عالم سے ختم ہو جائے تو اس کی یہ خصوصیت اور وہ مقام و مرتبہ نہیں جو کہ اس کا اس عالم کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے ہے۔ بالکل اسی طرح اس امت محمدیہ کے اندر ذاتی طور پر حیثیت انسان کوئی ایسی خوبی نہیں پائی جاتی جس سے دوسروں کی نسبت سے امتیاز حاصل کرے بلکہ اس کی فضیلت یہی ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے۔ اس کی تائید آپ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ جنت میں جانے کی کسی کو جرات نہیں ہوگی جب تک میں نہ جاؤں انبیاء کرام میں سب سے پہلے میں جاؤں گا اور امتوں میں سب سے پہلے میری امت محمدیہ جائے گی۔ تو امت محمدیہ کا سب سے پہلے جنت میں جانا باقی امتوں کی نسبت سے یہ بھی حضور کی وجہ سے ہے بظاہر امت کے افراد یا وقت کے اعتبار سے کوئی خوبی موجود نہیں حضور کے جو فرائض اور صفات تھے وہ اس امت کو منتقل ہوئے جس کی وجہ سے اس امت کو فضیلت مل گئی جو حضور کی تھی۔ ﴿تامرون بالمعروف اور تنہون عن المنکر﴾ یہ انبیاء کا کام ہے۔ اور تمام انبیاء کی بعثت بھی اس خاص مقصد کے لئے تھی اور جب حضور کی تشریف آوری پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا تو یہ فریضہ امت محمدیہ کے حوالہ کر دیا گیا۔

﴿تامرون بالمعروف اور تنہون عن المنکر﴾ بظاہر اس میں دو شعبے ہیں دونوں میں

جلال اور جمال کی جھلک ہے معروف وہ ہے جو قرآن و سنت کے موافق ہو اور منکر وہ ہے جو کہ قرآن و سنت کے خلاف ہو یہی وہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے اس امت کو فضیلت او خصوصیت دی گئی ہے کیونکہ یہ وہ صفات ہیں کہ جن کا فائدہ عام لوگوں کو ہے اور دوسرے تمام لوگوں پر اثر کرنے والی صفات ہیں اگر کسی آدمی کے اپنے ذاتی اعمال زیادہ ہوں لیکن اجتماعی اعمال موجود نہ ہوں تو اس کے انفرادی اعمال کسی بڑی فضیلت کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ اس کے یہ ذاتی اعمال کسی پر اثر کرنے والے اور کسی کو فائدہ پہنچانے والے نہیں خوبی کے مستحق وہ اعمال ہیں جو کہ دوسروں کی طرف متعدی ہوں اور وہ اعمال جو کہ متعدی ہوں عام لوگوں کی طرف وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ امت کے فریضہ میں شامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ حالات اور مواقع کے اعتبار سے اس کا حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔

کبھی فرض کے درجہ میں ہوتا ہے اور کبھی مستحب کے درجہ میں ہوتا ہے مثال کے طور پر ایک جماعت ایسی ہے جو کہ دین سے نابلد ہے اور آپ کے دائرہ اختیار میں ہو کہ اسے دین پہنچائیں تو آپ پر اپنے دائرہ اختیار کے موافق دین پہنچانا فرض ہے ہاں اگر وہاں کوئی دین پہنچانے والا موجود ہو تو اس صورت میں کفایہ کے درجے میں ہے اسی طرح نہی عن المنکر کے بھی مختلف درجے ہیں حالات کی وجہ سے یہ فریضہ مختلف ہوتا رہتا ہے۔

نہی کا ایک معنیٰ تو اصولیین کا ہے کہ ﴿قول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء لاتفعل﴾ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ آپ کسی دوسرے کو اپنی زبان سے منع کریں کہ اس طرح نہ کرنا اور یہ کام تمہارے لئے جائز نہیں عموماً فواحش منکرات کا انسداد اس میں داخل ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ متلازم ہیں ہر ایک کو دوسرے کو چھوڑنا مناسب نہیں۔

انسداد فواحش کے مختلف درجے

نہی عن المنکر کے مختلف حالات ہیں اور حالات کی مناسبت سے اس کا حکم مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کسی ایسی جگہ میں ہیں جہاں پر آپ کسی برے کام کو دیکھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ اس کو ہاتھ سے روکیں یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ آپ کو قدرت حاصل ہو اور یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک بادشاہ اور حاکم وقت کا کام ہے کیونکہ ایسی طاقت کسی عام آدمی کو سوائے حاکم کے حاصل نہیں ہوتی ہے اور یہ حاکم کے دائرہ اختیار میں ہوتا ہے کہ اس منھی عنہ کام کو ہاتھ سے روکے اگر آدمی کو اس منھی عنہ سے روکنا ہاتھ کے ذریعے اور قوت استعمال کرنا اس کے دائرہ اختیار میں نہ ہو تو اس صورت میں دوسرے درجے پر اس منھی عنہ کام کو زبان سے روکے یا اس کے خلاف قلم استعمال کرے تو بھی اس دوسرے درجے میں فرض بنتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کسی مجلس میں بیٹھا ہوا ہے یا کسی مسجد کا امام ہے یا خطیب ہے تو یہ ادمی اگر کسی منھی عنہ چیز کو دیکھے تو اس کے دائرہ اختیار میں یہ ہے کہ منبر رسولؐ پر تقریر کر کے اس منکر سے لوگوں کو منع کرے یا اس کے خلاف اخبارات میں لکھے کتاب اور رسائل چھپوا کر اس منکر کا انسداد کرے یہ اس کے دائرہ اختیار میں ہے اس کے دائرہ اختیار میں یہ نہیں کہ وہ اسلحہ اٹھا کر اس کے خلاف استعمال کرے دائرہ اختیار کے موافق اس پر فریضہ واجب ہوتا ہے اور یہی اس منصب کا فریضہ ہے۔ اور اگر ہاتھ اور زبان سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو اس صورت میں تیسرے درجے پر آپ کا فرض یہ بنتا ہے کہ دل سے اس منھی چیز کو بری نگاہ سے دیکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذالك أضعف الایمان — او کمال قال

حدیث بخاری طور پر یہی رہبری کرتی ہے کہ اپنے دائرہ اختیار کے مطابق عمل کرتے رہو معلوم ہوتا ہے کہ انسداد منکرات میں جذبات ہو کر کوئی فیصلہ کرنا یا موقعہ

مناسب کو ضائع کر کے غیر دانشمندی کا مظاہرہ شریعت کی روح کے منافی ہے۔

مثال کے طور پر مسجد کے امام اور خطیب کا دائرہ اختیار اس حد تک ہے کہ وہ تقریر کے ساتھ اور مدلل انداز سے فواحش کے انسداد کی کوشش کرے اس حد سے تجاوز نہ کرے ہاں اگر طاقت اور قوت مل جائے تو اس صورت میں طاقت استعمال کرے جس طرح آج کل طالبان کو افغانستان میں قوت حاصل ہے کسی عام آدمی کو حاصل نہیں لہذا طالبان اگر داڑھی کٹوانے یا دوسرے منکرات کے انسداد میں طاقت کا استعمال کرے تو یہ ان کا فریضہ منصبی ہے -یا مثلاً کوئی بڑی جماعت آدمی کے ساتھ ہو جس پر اعتماد اس بات کا ہو کہ وہ برائی کا انسداد طاقت کے ساتھ ختم کر سکتے ہیں تو اس صورت میں اس کا فریضہ یہ بنتا ہے کہ وہ برائی کو طاقت کے ساتھ ختم کرے بشرطیکہ کامیابی یقینی ہو یا مثال کے طور پر آدمی گھر میں ہے اور چھوٹا بھائی یا بیٹا کوئی برا کام کرتا ہے تو اس صورت میں طاقت بڑے بھائی یا باپ کو حاصل ہے کہ وہ اس کو تادیباً مارے اور اس کی اصلاح کرے یا اس کے ساتھ ترک سوالات کرے کہ چلو اس کے ساتھ تعلقات ختم کرتے ہیں تو یہ تمام اس کے دائرہ اختیار میں ہے لیکن اگر چھوٹا بھائی بڑے بھائی کو کسی منکر کام پر دیکھے تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ طاقت استعمال نہیں کر سکتا یا بیٹا باپ کو کسی برائی پر دیکھے تو اس صورت میں چھوٹے کا فرض یہ بنتا ہے کہ وہ زبان سے اس کو روکے یا کسی دوسرے شخص کے ذریعہ باپ یا بڑے بھائی کو اس منکر کام سے آگاہ کر کے اس سے روکنے کی تدبیر کرے کیونکہ یہی اس کے دائرہ اختیار میں ہے میدان جنگ کا معاملہ بھی کچھ اس جیسا ہے اگر بیٹا مسلمان ہو اور باپ کافر ہو اور جنگ کا موقعہ آجائے تو مفتی بہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس بیٹے کو اگر کافر باپ سامنے آجائے تو وہ اس کو قتل نہ کرے کیونکہ اس کے لئے طاقت استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ کسی دوسرے مسلمان کو یہ موقعہ دیدے کہ دوسرا کوئی اس کافر باپ کو قتل کرے۔

تیسرا درجہ نہی عن المنکر کا قلب ہے اس درجہ میں منکر کو بری نگاہ سے دیکھنا ہے اور یہ تقریباً ہر جگہ ممکن ہے جس طرح حجاج بن یوسف کے دور میں بہت سی باتیں ایسی تھیں

کہ جن پر صحابہ کرامؓ ناراض تھے لیکن ان کو افراد کی کمی کی وجہ سے طاقت اور لسان سے اسے منع کرنے کی طاقت نہیں تھی تو وہ وہاں پر اس کے برے کام کو بری نگاہ سے دیکھتے تھے -

امت محمدیہؐ کی خوبی یہ ہے کہ وہ جس جگہ کوئی منکر کام دیکھے تو حسب توفیق اس کے روکنے کی کوشش کرتی ہے اور ایک حدیث میں جو آتا ہے کہ سب سے افضل جہاد جابر بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے تو یہ بھی اس نہی عن المنکر کے زمرے میں ہے

افضلیت بوجه ثواب اعمال -دوسری توجیہ یہ بھی ممکن ہے کہ جو فضیلت اس امت محمدیہؐ کو باقی امتوں پر دی جا رہی ہے یہ عمل کے اعتبار سے ہے کہ یہ امت محمدیہؐ عمل کم کرتی ہے اور اجر و ثواب تمام امتوں کی نسبت سے زیادہ وصول کرتی ہے یعنی معمولی وقت میں بڑا کام کر لیتی ہے جس طرح قرآن حکیم میں ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ ﴿ان ابراهيم كان امة﴾ کہ ابراہیم علیہ السلام ایک امت تھے - مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی نے اتنا بڑا کام کیا کہ جتنا کام ایک جماعت کر سکے -اس طرح یہ امت بھی کام کم کرتی ہے لیکن اس کی مزدوری زیادہ وصول کرتی ہے جس طرح اس کی تائید حضورؐ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری اور دوسرے امم سابقہ کی مثال یہ ہے کہ جس طرح ایک آدمی مزدور تلاش کرتا ہے اور مزدور ملا تو اسے صبح سے ظہر تک کام پر لگاتا ہے جب ظہر تک اس نے کام کیا تو اسے ایک درہم دے دیا اس کی مثال یہودی ہیں اور دوسرا مزدور ظہر سے عصر تک کام پر لگایا تو عصر کو اسے ایک درہم دے دیا- یہ عیسائیوں کی مثال ہے -ان کو بڑی مدت دیدی لیکن مزدوری بھی اس کے مطابق دیدی- لیکن جب تم آئے تو تم وہ ہو کہ تم نے عصر سے مغرب تک کام کیا اور جب مغرب کو فارغ ہوئے تو تم کو دو درہم دیدیئے عمل کم کیا لیکن مزدوری زیادہ مل گئی تو اس لئے یہودی اور عیسائی اللہ تعالی پر اعتراض کرنے لگے کہ یہ کیسا معاملہ ہے کام کم کیا ہے لیکن مزدوری زیادہ لیتے ہیں یہ ظلم ہے تو اللہ تعالی نے جواب دیا کہ تمہیں بھی اس سے کم مزدوری تو نہیں مل گئی بلکہ اس کے مطابق تم کو

Scanned with CamScanner

مزدوری مل گئی اور یہ ظلم بھی نہیں کیونکہ یہ عام کارخانے کا دستور ہوتا ہے کہ کارخانہ میں انجینئر اور مزدور دونوں ہوتے ہیں اور انجینئر آسائش و آرام اور سہولیات میں ہوتا ہے پنکھے کرسی وغیرہ مراعات اسے حاصل ہوتے ہیں اور مزدور سخت گرمی میں کام کرتے ہیں لیکن اس مزدور کو مزدوری سو روپے ملتی ہے۔ اور اس انجینئر کو باوجودیکہ اس نے کام تھوڑا کیا ہے مزدوری کی مناسبت سے لیکن اسے ایک ہزار روپے مزدوری دی جارہی ہے جس طرح یہ ظلم نہیں اس طرح امتوں کے ثواب اعمال میں تفاوت ظلم نہیں۔

فضیلت بوجہ عظمت اعمال

- یا تیسری وجہ ﴿خیرھا واکرمھا﴾ اس شرافت اور فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس امت کی عمریں کم ہیں بنسبت امم سابقہ کے ان کی عمریں سینکڑوں سال ہوتی تھیں لیکن اس امت محمدیہ کی عمریں ان کی نسبت سے کم ہیں تو اس لئے امت کی عمریں پیغمبرؐ کی عمر کے تابع ہوتی ہیں تو حضورؐ کی عمر 63 سال ہے تو ساٹھ اور ستر کے مابین کی عمریں اس امت کی ہوں گی عمر کم ہونے کے باوجود ثواب زیادہ ملا جس طرح سورۃ ﴿انا انزلناہ﴾ کی شان نزول میں یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ امم سابقہ کی عمریں بہت زیادہ ہوتی تھیں وہ ان میں بہت نیک عمل کرتے تھے ہماری عمریں تو ان کی نسبت سے کم ہیں ہم تھوڑی عمر میں کیا کچھ کر سکیں گے حضورؐ نے جواب دیا کہ تمہارا تھوڑا سا عمل ہزار سال سے بہتر ہے کیونکہ تم کو ایک رات سال میں ملتی ہے جو کہ عمل کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے افضل ہے ﴿لیلۃ القدر خیر من الف شہر﴾ اور وہ ہے شب قدر تو عمل کم لیکن مزدوری سب سے زیادہ مثال کے طور پر ایک آدمی کی ساٹھ سال عمر ہے پندرہ سال اس کے نابالغی کے نکال کر پینتالیس سال اگر اس کو مسلسل شب قدر میں عبادت نصیب ہو تو گویا اس نے پینتالیس ہزار ... تو مختلف فضائل ہیں تو عمر میں اگرچہ کم ہیں لیکن ان کم عمروں میں جو عمل ... سب سے زیادہ موجب ثواب ہے۔ حدیث کا انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ

کا بھی یہی مطلب ممکن ہے۔

سترھویں امت کا مقصد

-حدیث میں کہا گیا ہے کہ تم نے ستر امتوں کو پورا کیا اور تم سے ستر امتوں کی تکمیل ہو رہی ہے یہ ویسے عربی کا مقولہ ہے ورنہ یہ ضروری نہیں کہ تم سے پہلے وہ بہتر امتیں گزری ہیں اور تم سترویں ہو کیونکہ انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش ہیں تو امتیں کیسی کم رہیں تو یہ محاورۃً استعمال ہوا ہے ویسے ہی یہ ستر کا ہندسہ کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے جس طرح قرآن پاک دوسری جگہ ستر کا ہندسہ کثرت کے لئے مستعمل ہے کہ (ان تستغفرلھم سبعین مرۃ فلن یغفراللہ لھم) اگر آپ ان منافقین کے لئے ستر مرتبہ طلب مغفرت کریں تو ہرگز اللہ تعالیٰ اس کو مغفرت نہیں فرمائے گا۔ حالانکہ نبی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے معلوم ہو تا کہ ان کی ستر سے زائد پر مغفرت کریں گے تو پھر بھی میں ان کے لئے طلب مغفرت کرلیتا کیونکہ میں ان پر حریص ہوں۔

عام معاشرے میں بھی سینکڑوں کی تعداد میں ستر کا حصہ استعمال ہوتا ہے اسی طرح ہزاروں اور کروڑوں میں بھی ستر کا حصہ کثرت کے معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ نکلا کہ تم سے کتنی بڑی بڑی امتوں کی تکمیل ہو رہی ہے اور کتنی بڑی بڑی اقوام تم سے پہلے گزری ہیں۔

لیکن تم ان میں سب سے زیادہ بہتر اور اکرم اللہ کے ہاں ہو امت کی یہ خوبی کیا۔ امت اجابۃ کے بارے میں ہے یا امۃ الدعوۃ کے بارے میں ہے ظاہر ہے کہ یہ فضیلت امت لاجابۃ کے بارے میں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا گیا ہو تو اس وقت تک وہ اس خوبی میں داخل ہے ہاں جس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہو تو وہ اس میں شامل نہیں جیسے منکر حدیث کیونکہ فتنہ انکار حدیث کفر ہے یا جیسے قادیانی لوگ وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے امت الاجابۃ کے مخصوص افراد مراد ہیں جیسے صحابہ

رامؓ پھر ان مہاجرین یا انصار اور یا بدر ئین صحابہؓ یا عشرہ مبشرہؓ وغیرہ یا تابعین اور تبع تابعین کے بعد صدیقین شہداء اور صالحین مراد ہیں مگر صحیح قول اس میں عموم کا ہے کفار اس سے عموماً خارج ہیں اور فرق ضالۃ جیسے معتزلہ، خوارج وغیرہ یہ بھی اس سے خارج ہیں لیکن صحیح قول اول ہے کہ جب تک ایک آدمی پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا گیا ہو اس وقت تک وہ اس میں داخل ہے یہ الگ بات ہے کہ ان کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا فروعی اور اصولی مسائل میں اختلاف موجود ہے ورنہ فضیلت تمام امت کے لئے ہے۔

تتمون سے مراد اختتام ہے۔صاحب مشکوۃ نے بھی اس حدیث کو آخر میں لاکر کتاب کے اختتام کی طرف اشارہ کیا ہے۔اللہ تعالی ہم تمام مسلمانوں کو حضورؐ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

خوشخبری

فقہ حنفی میں عبادت کے موضوع پر بیک وقت علم فقہ اور حدیث کی جامع عربی کتاب جس کی اول جلد میں ۷۷۳ احادیث تخریج و تحکیم اور صوبہ سرحد کے مایہ ناز علماء کرام کے تقریظات کے ساتھ عیدالفطر کے موقع پر منظر عام پر آرہی ہے

العبادة فی الفقه الحنفي وأدالتها

تصنیف: حافظ شاه فیصل ألبشاوري

۵۰ ہ

محاسن القرآن

وظللنا عليكم الغمام وانزلنا عليكم المن والسلوى كلوا من طيبت مارزقنكم وما ظلمونا ولكن كانوا انفسهم يظلمون

ترجمہ:۔اور ہم نے (وادی تیہ میں) تم پر ابر کا سائیہ کیا اور تمہارے لئے ﴿من و سلوی﴾ (کا تیار خوراک) بھیجا۔(ہم نے کہا) کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں (اور تمہارے آباؤاجداد نے) ہمارا کچھ نہیں بگاڑ بلکہ اپنے اوپر خود زیادتی کرتے رہے۔

محاسن:۔ساتواں انعام/صحراء سینا کی بے آب و گیاہ سرزمین میں ضروریات زندگی کی فراوانی ۔کسی ملک کی آزادی کے بعد اس کی آبادکاری سب سے اہم مسئلہ ہوتا ہے لاکھوں کی تعداد میں بنی اسرائیل کو جب حضرت موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیادت میں فرعون کی غلامی سے آزادی ملی مصنوعی خدائی کی حقیقت جب دریا میں کھلی اور فرعون اپنی فوج کے ہمراہ غرق ہوا تو میدان تیہ میں لاکھوں بنی اسرائیل کی آبادی کاری کے لئے اللہ تعالی نے جو متحیر العقول انتظام کیا اس آیت میں اس کا تذکرہ ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک یہ نعمتیں اس وقت عطا کی گئیں جب عمالقہ کے مقابلہ میں بنی اسرائیل نے جہاد سے انکار کیا اور ملک شام کے دروازے ان پر چالیس سال تک بند رکھے گئے تو وادی تیہ میں ان کے رہنے کے وقت یہ نعمتیں دی گئیں لیکن میدان تیہ میں ان کو محبوس رکھنا بظاہر جہاد سے جان چھڑانے کے عوض بطور سزا ہے ایسی حالت میں ان نعمتوں کی فراوانی کی مناسبت کچھ مشکل بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعمتیں اس وقت دی گئیں تھیں جب ان کو فرعون سے نجات مل گئی ممکن ہے پھر ان انعامات میں تسلسل رہی ہو اور جب تک حضرت موسی وادی تیہ میں تھے تو جہاد سے پہلو تہی کے باوجود یہ نعمتیں منقطع نہیں کی گئیں تاہم یہ یقینی ہے کہ انعامات کا تعلق وادی تیہ سے ہے۔

روٹی، کپڑا اور مکان انسان کی بنیادی ضرورت ہے آج کل یہی چیزیں انسان کے بنیادی حقوق کا

حصہ ہے - اور مروجہ نظام ہائے حیات میں یہ خصوصی طور پر اچھالا گیا ہے - بلکہ سوشلزم کی بنیاد ہی روٹی کپڑا اور مکان ہے اور یہی نعرہ لگا کر لوگوں کے جذبات سے کھیلا جاتا ہے - بلاشک یہ چیزیں بنیادی حقوق ہیں - انسان کو سر چھپانے کے لئے جگہ نہ ملے یا دو وقت کا کھانا نہ ملے تو اس کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے - بنی اسرائیل کی آبادکاری میں یہ دونوں مسائل حل کئے گئے -

وادی تیہ میں ہنگامی بنیاد پر مکان کا مسئلہ یوں حل کیا گیا کہ پورے میدان پر سفید رقیق ابر بھیج کر سائبہ کیا گیا تاکہ دھوپ کی تپش سے ان کی حفاظت ہو اور کھانے کا بندوبست ﴿من و سلوی﴾ کی شکل میں کیا گیا - ﴿من﴾ (ترنجبین) گوند کی طرح میٹھی چیز تھی رات کو اوس کی طرح درختوں پر گرتی صبح یہ لوگ جا کر جمع کرتے جبکہ ﴿السلوی﴾ بٹیر کی طرح پرندے ہوتے ان لوگوں کے ارد گرد جمع ہو جاتے یہ لوگ ان کو پکڑ کر ذبح کر کے کھاتے - لاکھوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ان لوگوں نے کبھی قلت کی شکایت نہیں کی ضرورت کی حد تک ہر ایک کو کھانے کی اجازت تھی - لیکن یہ پابندی ضرور تھی کہ استعمال تمہاری ضرورت تک محدود رہے - ضرورت سے زائد اکٹھا کر کے ذخیرہ اندوزی کی ممانعت تھی لیکن ان لوگوں کے لئے ضرورت کے دائرہ تک اس کو محدود رکھنا مشکل ہو گیا چنانچہ ذخیرہ اندوزی کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ جو خوراک ذخیرہ کر کے رکھ دیتے وہ سڑ جاتی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے اسلاف نے پاکیزہ خوراک کی بے قدری کر کے اپنے اوپر زیادتی کی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے -

قرآن کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تیار خوراک میں ان کے لئے اباحت تھی لیکن ان لوگوں نے اس میں ذخیرہ اندوزی کر کے تملیک کا معاملہ اپنایا جس کی وجہ سے خوراک کے ذائقہ میں تبدیلی پیدا ہوئی - یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء لکھتے ہیں جہاں کہیں کسی کے دستر خوان پر کھانا سامنے رکھا جائے تو اس میں اباحت ہوتی ہے جتنی خواہش ہو کھانا کھایا جا سکتا ہے لیکن اس کو دستر خوان سے اٹھا کر ساتھ لے جانا یا کسی دوسرے کو دینے کی

۵۴۲

محنت میں ٹیکس کا نفاذ

مفتی ذاکر حسن نعمانی

ٹیکس کا تعلق تو عموماً مال کیساتھ ہوتا ہے جس کو گورنمنٹ لوگوں کے اموال پر لگاتی ہے ان سطور میں رعایا پر ٹیکس کی ایک نئی شکل کا ذکر ہے یعنی ٹیکس فی العمل کیا حکومت کو مال کے ٹیکسوں کی طرح یہ حق حاصل ہے کہ لوگوں سے کوئی ایسا کام بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت لے جس میں جسمانی یا ذہنی قوت صرف ہوتی ہو اپنی مرضی، اور خوشی اور ثواب کی خاطر تو لوگ خود جسمانی یا ذہنی مشقت کیلئے تیار رہتے ہیں کبھی انفرادی سطح پر مثلاً کوئی پروفیسر طالب علموں کو مفت تعلیم دیتا ہے کوئی کسی کو اپنی گاڑی اور سواری میں مفت بٹھاتا ہے کوئی ڈاکٹر کسی مریض سے فیس وصول نہیں کرتا کوئی وکیل کسی کے مقدمے کی مفت پیروی کرے کوئی کسی کا بوجھ مثلاً گٹھڑی وغیرہ اٹھا کر کسی مقام تک مفت لے جاتا ہے یا کسی غریب اور محتاج کا کسی عمل میں جسمانی مشقت کے ساتھ ہاتھ بٹاتا ہے کبھی اجتماعی طور پر لوگ ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں دیہاتوں میں زمیندار فصل کی بوائی، کٹائی، گوڈی اور مثلاً گندم اگانے میں خوب ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں بیسوں آدمی مل کر ایک شخص کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اسی طرح کبھی چھت کی لمبائی یا لنٹر ڈالتے وقت ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں (1) بعض مقامات پر محلے کی مسجد بنانے میں لوگ جان و مال کی خوب قربانی دیتے ہیں کوئی چنائی مفت کرتا ہے کوئی گھارا ڈھوتا ہے کوئی کھدائی کا کام کرتا ہے سینکڑوں مثالیں اس کی موجود ہیں یہ جسمانی اور ذہنی مفت مشقت کبھی لوگ خود کرتے ہیں کبھی ترغیب کی وجہ سے کرتے ہیں اسلام میں لازمی امور کے علاوہ ترغیب کا باب بھی ہے بہت سے کام ایسے میں جو کسی پر فرض اور واجب نہیں ہوتے لیکن شریعت نے فضائل کی صورت میں اس کی ترغیب دی ہوتی ہے کہ لوگ خوشی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں صحابہ کرام کی اکثر قربانیاں ایسی ہیں خود کو حضور ﷺ کے ہاتھ کا تیر سمجھتے تھے، جدھر چاہتے اس طرف ان

کو بھیج دیتے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے کسی کام کے لئے گفت نکلا ادھر سب نے لبیک
کہہ دی جس کی وجہ سے جبر کی ضرورت نہیں پڑتی تھی جنگ احزاب میں ساڑھے تین میل
لمبی خندق چھ دن میں کھودی گئی۔ حضرت سلمانؓ روزانہ پانچ گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق
کھودتے تھے رسول ﷺ نے پورے لشکر کے مہاجرین، انصار کو دس دس آدمیوں کی
جماعت میں تقسیم کر کے ہر دس آدمیوں کو چالیس گز خندق کھودنے کا ذمہ دار بنایا اسی طرح
تمام جہادوں میں صحابہ کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا موجودہ زمانہ میں رائے ونڈ اجتماع کی
تیاری میں ہر قسم کا کاریگر مفت حصہ لیتا ہے کوئی بجلی کا کام کر رہا ہے کوئی کھدائی کر رہا ہے کوئی
کھمبے گاڑھ رہا ہے کوئی سائبان بنا رہا ہے اگر یہ تمام تیاریاں معاوضہ کے طور پر ہوتیں تو ایک
اجتماع پر کروڑوں روپیہ خرچ ہو تا لوگوں کی اجتماعی قربان کی وجہ سے کروڑوں روپیہ کی بچت
ہوتی ہے

اگر حکومت لوگوں سے "بوقت ضرورت جبرا ذہنی یا جسمانی مشقت لے تو شرعا جائز معلوم
ہوتا ہے۔ ھدایہ باب الجزیہ میں مذکور ہے۔ **لانه وجب بدلا عن النصرة با لنفس والمال** جزیہ نصرت بالمال والنفس کا بدل ہے۔ تفصیل اس کے یہ ہے کہ
دارالاسلام میں رہنے والوں پر ملک کی حمایت و نصرت جان و مال کے ساتھ واجب ہے۔ اہل
جزیہ چونکہ مسلمان نہیں ہوتے لیکن گورنمنٹ کی ذمہ داری میں ہوتے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ
مسلمانوں کی طرح یہ لوگ بھی اس ملک کی جان و مال کے ساتھ خدمت و نصرت کرے لیکن
ان کا قلبی میلان کفر اور دار الکفر کی طرف ہوتا ہے اس میں خطرہ تھا کہ مسلمان کو دھوکہ میں
نہ ڈال دیں بجائے نصرت کے دارالحرب کے لئے کام شروع کر دیں اس لئے ان پر
دارالاسلام کی خدمت و نصرت جان کے لحاظ سے نہیں بلکہ یہ لوگ مال (جزیہ) دارالاسلام کا
تعاون کریں گے اس کی صورت یہ ہوگی کہ حکومت ان سے جزیہ لیکر فوجیوں پر صرف
کرے گی۔ ھدایہ کے حاشیہ میں مذکور ہے (لان کل من کان فی اھل دارالاسلام
تجب علیه نصرة الدار بالنفس والمال والکافر لما لم یصلح لنصرتنا لمیله

الی دارالحرب اعتقاداً قام الخراج الماخوذ منه المعروف الی الغزاة مقام
النصرة بالنفس ۔) دارالسلام کے ہر فرد پر دار کی حفاظت جان و مال کے لحاظ سے
واجب ہے کافر میں دارالحرب کی طرف قلبی میلان کی وجہ سے یہ صلاحیت نہیں اس سے لیا
گیا جزیہ جو آدی فوج پر خرچ ہو گا نصرت بالنفس کے قائم مقام ہے (ھدایہ اولین ص ۵۷۴)
امام اکمل الدین شرح العنایہ میں فرماتے ہیں (لان کل من کان فی اھل دارالاسلام
تجب علیه النصرة للدار بالنفس والمال قال الله تعالی یاایهاالذین امنوا هل
ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم تؤمنون باالله ورسوله وتجاهدون
فی سبیل الله باموالکم وانفسکم ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون ۔ لکن
الکافر لم یصلح لنصرتنا لمیله الی دارالحرب اعتقاداً قام الخراج منه
المعروف الی الغزاة مقام النصرة بالنفس) اس عبارت میں صرف آیت جہاد
بالنفس و بالمال کے وجوب کے لئے بطور دلیل پیش کر دی ہے باقی عبارت واضح ہے آگے
فرماتے ہیں (ثم النصرة من المسلم تتفاوت اذا الفقیر ینصر دارنا راجلاً
ومتوسط الحال ینصرها راکباً وراجلاً وللموسر یاالرکوب بنفسه وارکاب
غیره) مسلمان کی جانی نصرت متفاوت ہے غریب جہاد میں پیدل چل کر حصہ لے گا۔ مال
کے لحاظ سے درمیانہ حال پیدل اور سوار دونوں طرح حصہ لے گا اور مال دار خود سوار ہو کر اور
دوسروں کو سواری مہیا کر کے حصہ لے گا (فتح القدیر ج ۵ ص **291**)

اس عبارت میں جانی تعاون غریب متوسط الحال اور مال دار تینوں پر ہے مذکورہ
عبارت اگر عموم پر رکھا جائے تو ہر میدان میں جسمانی اور ذہنی مشقت دارالاسلام کی حمایت
اور نصرت ہے کیونکہ ملک و قوم کی ترقی ہوتی ہے اور ثواب بھی ملے گا۔ ایک آیت سے بھی
معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ رعایا سے بدنی اور جانی تعاون لے سکتی ہے اہل علم حضرات کو
استنباط کی دلائل کے ساتھ تردید یا تائید کا حق حاصل ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے

(فلما خر تبینت الجن ان لوکانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المهین)

سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہو
تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ پڑتے داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع
لیکن اتمام سے قبل وفات پائے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تکمیل کی وصیت کر گئے
سلیمان علیہ السلام کی انسانوں اور جنات پر حکومت تھی۔ جنات اس کی رعایا تھی۔ لہذا
المقدس کی بقیہ تعمیر جنات کے ذریعے کروائی۔ سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو چکا تھا
جنات تعمیر میں مشغول تھے۔ جب آپ علیہ السلام کی موت کا پتہ چلا تو افسوس کیا کہ مفت
میں اس عذاب مھین میں مبتلا تھے۔ عذاب مھین سے مراد تعمیر کی محنت و مشقت ہے۔ اس
آیت سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت گورنمنٹ اپنی رعایا سے بیگار لے سکتی ہے۔

دار الافتاء

روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوائی ڈالنا

اگر روزہ کی حالت میں آنکھ میں تکلیف کا احساس ہو ڈاکٹر دوائی ڈالنے کا مشورہ دے کیا اس سے روزہ متاثر ہوتا ہے یا نہیں

بینوا توجروا

رسول شاہ مردان

الجواب وباالله التوفیق

اگرچہ رمضان میں ڈاکٹر کے مشورہ پر عمل کر کے بسا اوقات روزہ توڑنے کی گنجائش بھی پائی جاتی ہے تاہم آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا اس لئے رمضان میں دن کے وقت آنکھ میں دوائی ڈالنا جائز ہے۔ فتاوی ہندئیہ میں ہے

ولو أقطر شيئا من الدواء فی عينيه لايفطر صومه عندنا وان وجد طعمه فی حلقه (ج ۱ / ۲۰۳)

ترجمہ۔ اگر کسی شخص نے آنکھوں میں دوائی ڈالی اس سے ہمارے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ حلق میں اس کے ذائقہ کا احساس ہو۔

منہ میں آنسو جانے سے روزہ کا ٹوٹنا

سوال۔ اگر کوئی شخص روتے ہوئے آنسو اس کے منہ میں چلے جائیں کیا اس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔

المستفتی

رسول شاہ مردان

الجواب وباللہ التوفیق

جب تک آنسو معمولی مقدار میں ہوں تو منہ میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن جب بڑی مقدار میں ہوں یہاں تک منہ میں ان کی نمکینی محسوس ہو اور اس کے باوجود یہ شخص آنسو نگل لے تو اس سے روزہ فاسد رہے گا۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں

الدموع اذا دخلت فم الصائم ان كان قليلا كاالقطرة والقطر تين أونحوها لايفسد صومه وان كان كثير احتى وجد ملوحته فى جميع فيه واجتمع شئ كثير فا بتلعه يفسد صومه

(الفتاوی الھندیہ ج ۱ / ۲۰۳)

آنسو جب صائم کی منہ میں داخل ہو اگر یہ کم مقدار میں ایک یا دو قطرات ہوں تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا لیکن اگر زیادہ ہو یہاں تک ان کی نمکینی تمام منہ میں محسوس ہو اور زیادہ مقدار میں جمع ہو اور پھر اس کو نگل لے تو اس سے روزہ فاسد ہوگا۔

روزہ کی حالت میں بچے کے لئے کھانا چبانا

سوال۔ ایک بچے کو کھانے کی ضرورت ہے کیا اس کی ماں اپنے منہ میں بچے کے لئے کھانا چبا کر اس کو کھلا سکتی ہے یا نہیں۔

المستفتی

عارفہ اقبال پشاور

الجواب وباللہ التوفیق

چونکہ بچے کی تربیت اور پرورش ماں کے فرائض منصبی کا حصہ ہے۔ ماں کے لئے بچے کی بہتر صحت کے لئے ایسے کئی مواقع پیش آتے ہیں جن میں یہ چیزیں ضروری رہتی ہیں

اس لئے ماں کے لئے ایسا اقدام بوقت ضرورت جائز ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے

ولابآس للمرأة ان تمضع لصبيهاالطعام اذالم يكن لهابدفته –

(ج ۲ / ۳۸۰)

ترجمہ۔ عورت کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ روزہ کی حالت میں بچے کے لئے کھانا چبا کر کھلائے جب اس کو ضرورت ہو۔

مناسب فیس سے دانت کے علاج و معالجہ کے لئے اور باعزت علاج
اور خدمت خلق کے حسین جذبے سے سرشار عملہ کی خدمات حاصل
کرنے کے لئے بہترین مرکز
چمکنی ڈینٹل کلینک
Chamkani Dental Clinic
خوشحال ہوٹل چوک سکندر پورہ پشاور شہر
فون:220048

حاضرین حضرات :- حسب سابق امسال بھی جامعہ میں یوم سرپرستان کی تقریب مورخہ 30 جولائی 2000ء کو منعقد ہوئی – اس موقع پر تقریری مقابلے کے ساتھ طلبہ میں مضمون نویسی کا مقابلہ بھی ہوا – عنوان تھا " زندگی کا گرانقدر سرمایہ " طلبہ نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق مختلف چیزوں کو گرانقدر سرمایہ قرار دیا – ﴿وقت ، علم ، ایمان اور صحت پر اچھے اچھے مضامین آئے﴾ مقابلہ میں اول آنے والا مضمون پیش خدمت ہے –

زندگی کا گراں قدر سرمایہ

وقت

حافظ محمد عثمان (درجہ سابعہ)

﴿وقت﴾ "جو ماضی، حال اور استقبال کا نام ہے اس کی قدر و قیمت اور اس بیش بہا خزانے کی اہمیت کا اندازہ ہر ایک کو ہے – لیکن اس کے صحیح استعمال سے اکثر لوگ غفلت میں ہیں "وقت مہلت عمل کا نام ہے – اپنی ذات کے اعتبار سے اس میں نہ خیر ہے اور نہ ہی شر، البتہ وقت کے اندر ادا کئے گئے عمل کی نوعیت کے اعتبار سے اس کے خیر و شر کا تعین ہوتا ہے – ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے

اے شیخ کیا ڈھونڈتے ہو شب قدر کا نشان
ہر شب ہے شب قدر اگر تو ہے قدردان

وقت گزرتے ہوئے واقعات کا دریا ہے – اس کا بہاؤ تیز اور زبردست ہے جوں ہی کوئی چیز اس کی زد میں آتی ہے اس کی لہریں اسے اپنے ساتھ بھالے جاتی ہیں، پھر کوئی اور شے اس کی جگہ لے لیتی ہے، لیکن وہ بھی اس طرح بہہ جاتی ہے – وقت ہمارے پاس اس

طرح آتا ہے جیسے کوئی دوست بھیس بدل کر آتا ہے اور چپ چاپ بیش بہا قیمت، تحفہ جات اپنے ساتھ لاتا ہے – لیکن اگر ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو وہ اپنے تحائف سمیت چپکے سے واپس چلا جاتا ہے – اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں پر ان گنت اور لامحدود ہیں – کسی فرد و بشر کے لئے ممکن نہیں کہ وہ ان کو شمار کر سکے، جس طرح کہ ارشاد ربانی ہے وان تعدوا نعمت الله لا تحصوها ان الانسان لظلوم كفار (الاية)

اللہ تعالیٰ کی ان تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ﴿وقت﴾ ہے اور وقت ہی زندگی کا گراں قدر سرمایہ ہے –

اقسام نعم – نعم باری تعالیٰ کی دو قسمیں ہیں – کچھ تو اصول ہیں اور کچھ فروع – فروعی نعمتوں میں سے مثلاً علم و جسم اور مال میں وسعت و فراخی، نفل عبادات مثلاً قیام الیل، ذکر اللہ کا التزام، کثرت تلاوت، سنن اعمال پر مداومت شامل ہیں – اور اصولی نعمتوں میں سے وقت، صحت و عافیت اور ایمان وغیرہ شامل ہیں – جب ﴿وقت﴾ اصولی نعمتوں میں سے ہوا تو اس سے بڑھ کر قیمتی نعمت کوئی نہ ہوئی – اور قاعدہ ہے کہ الاصل مقدم علی الفرع کہ اصل فرع سے مقدم ہوتا ہے – وقت کا حاصل یہ ہے کہ یہی انسان کی زندگی اس کی عمر اور اس کا وجود ہے – انسان کی بقاء اور اسکے نفع اور انتفاع کا مدار یہی وقت ہے –

وقت کی قدر و قیمت قرآن و سنت کی روشنی میں :- قرآن اور حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وقت جیسے زندگی کے بیش بہا خزانے کی قدر و قیمت دوسری تمام چیزوں کے مقابلہ میں ارفع و اعلیٰ ہے – جس طرح کہ ارشاد ربانی ہے ومن ایته الیل والنهار والشمس والقمر لا تسجدوا لشمس ولا للقمر واسجدوله الذی خلقهن ان کنتم ایاه تعبدون ۝ اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے باقی چیزوں کو چھوڑ کر دن رات یعنی اوقات کو نشانی کے طور پر ذکر کیا ہے – وقت کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اوقات مثلاً رات، دن، فجر، صبح، شفق، چاشت اور عصر کی قسمیں کھائی ہیں – ۵۵۱

ارشاد باری ہوتا ہے - ﴿والیل اذا یغشی ٥والنھار اذا تجلی ﴾٥﴿والیل اذ ادبر ٥والصبح اذا اسفر ﴾٥﴿والیل اذا عسعس ٥ والصبح اذا تنفس ﴾ ﴿فلا اقسم بالشفق ٥والیل وما وسق﴾ ٥ ﴿والفجر ولیال عشر ﴾ ﴿والضحی ٥ والیل اذا سجی ﴾٥ ﴿والعصر ٥ ان الانسان لفی خسر ٥ ﴾

وقت کی اہمیت اور قدر و قیمت کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا - ارشاد نبویؐ ہے -

نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس ، الصحة والفراغ (الحدیث) ترجمہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں - ﴿صحت، فراغت﴾ ان قرآنی آیات اور احادیث نبویہؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کا اگر بیش بہا اور گراں قدر سرمایہ ہے تو وہ وقت ہی ہے - وقت کی قدر ان لوگوں سے پوچھئے جو فراغت کی چند گھڑیوں کے لئے ترستے ہیں - صحت ہونے کے باوجود فراغت وقت کی عدم موجودگی کی وجہ سے کوئی کام نہیں کر پاتے لہٰذا معلوم ہوا کہ وقت صحت سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے - وقت کی اہمیت اور اس کو ضیاع سے بچانے کے لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا "

نہ کر عمر کی اک بھی ضائع گھڑی

کہ ٹوٹی لڑی جب کہ چھوٹی کڑی

یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ دعاء کیا کرتے تھے - اللھم لا تدعنا فی غمرة ولا تأخذنا علی غرة ولا تجعلنا من الغافلین (ترجمہ): - اے اللہ ہمیں شدت میں نہ چھوڑیئے اور ہمیں غفلت کی حالت میں نہ پکڑیئے اور ہم کو غفلت والوں میں نہ بنایئے - اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ کی گردش اگرچہ عجیب امر ہے لیکن انسان کی غفلت اس سے زیادہ عجیب ہے - گردش اوقات کے بارے میں ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے -

وقت کی رفتار ہو محسوس یہ دشوار ہے

یہ زمین چلتی ہے تیزی سے مگر ہلتی نہیں ہے

قدردان وقت - دیکھا گیا ہے کہ جو حضرات خوف خدا رکھتے ہیں اور **وقت کی قدر** جانتے ہیں - وہ وقت ضائع نہیں کرتے - ہر وقت آخرت بنانے اور دنیاوی زندگی سے فائدہ اٹھانے کی فکر انہیں دامن گیر رہتی ہے - وہ آوارگی، **وقت** کے ضیاع اور کھیل کود میں مشغول ہونے کی بجائے دنیا و آخرت کے فوائد حاصل کرنے میں مگن رہتے ہیں - یہی وہ چیز ہے جو انہیں ایسے مقام پر لے جاتی ہے کہ ان کی داستانوں کے مطالعہ سے انسانوں کے اندر عزم و ہمت اور حوصلہ و جرأت اور سینہ و یران میں جان رفتہ آتی ہے - اس لئے کہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ بلندیوں کو دیکھ کر بلند ہوا جاتا ہے - پہاڑوں کی چٹانوں پر بسیرا کرنے والے شاہین کا نظارہ ہی کسی شجرہ بلند کی شاخ پر نشیمن بنانے کا جذبہ ابھارتا ہے -

وقت کی قدر نہ کرنے کی وجہ سے کتنی ہی ایسی صلاحیتیں ہیں جن کے جوہر کی نکھار پر حوصلہ شکنی کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور کتنی ہی قابلیتیں ہیں جن کی چنگاریوں کو جمود کے خاکستر ہی نے بجھا رکھا ہے -

وقت کی قدر اہل علم کی نظر میں :- مشہور تابعی عامر بن عبدالقیس کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے ایک مرتبہ کسی نے کوئی بات کرنی چاہی تو فرمانے لگے - سورج کی گردش روک دو تو تم سے بات کرنے کے لئے وقت نکال لوں - صاحب عیون الانباء نے امام رازیؒ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ واللہ انی اتاسف فی الفواد عن الاشتغال بالعلم وقت الاکل ، فان الوقت والزمان عزیز (ترجمہ) خدا کی قسم کھانا کھاتے وقت علمی مشغلہ ترک کرنے کی وجہ سے مجھے سخت افسوس ہوتا ہے کہ وقت وہ زمانہ بڑا ہی قیمتی عزیز سرمایہ ہے - علم عروض کے موجد اور علم نحو کے مشہور امام خلیل بن احمدؒ فرماتے ہیں اثقل السّاعات علی ساعة اکل فیھا یعنی وہ ساعتیں مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہیں جن میں میں کھانا کھاتا ہوں - حافظ ابن عساکر نے تبیین کذب المفتری نامی کتاب میں پانچویں صدی کے مشہور متکلم رازیؒ کے بارے میں

ہے کہ وہ لکھتے لکھتے جب ان کا قلم گھس جاتا تو قلم کا قط لگاتے ہوئے ذکر شروع کر دیتے
تاکہ یہ وقت صرف قط لگانے میں ضائع نہ ہو-

وقت کی قدر غیر مسلموں کی نظر میں :-مارکس کیٹو نے اپنے نوکروں کو حکم دے رکھا تھا کہ یا تو کچھ کام کرتے رہا کریں یا سو جایا کریں-وہ جاگنے والے بے کاروں سے سونے والوں کو ترجیح دیتا تھا-

واشنگٹن کے سیکریٹری نے ایک مرتبہ چند منٹ دیر سے آنے کا یہ عذر پیش کیا کہ اس کی گھڑی پیچھے تھی-واشنگٹن نے اس سے کہا یا تم اپنی گھڑی بدل دو ورنہ مجھے اپنا سیکریٹری بدلنا پڑے گا-انگریزوں کے ساتھ برسوں رہنے والے ایک مسلمان کرنل نے بالکل درست لکھا ہے کہ فرنگی لوگ عشق بھی ٹائم ٹیبل بنا کر کرتے ہیں اور دم عشق بھی ایک آنکھ گھڑی پر رکھتے ہیں بلکہ الارم لگالیتے ہیں

وقت بچانے کے اصول :- وقت کو ٹھیک ٹھاک استعمال کرنے اس کو ضیاع سے بچانے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے سلسلے میں وقت کے موضوع پر بحث کرنے والوں نے کچھ تدابیر اور اصول مقرر کیے ہیں جن میں سے تین قابل ذکر ہیں-
نمبر ۱ انتظام الاوقات، نمبر ۲ صحت، نمبر ۳ احتساب

ان اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے انسان زندگی کے گراں قدر سرمایہ یعنی وقت سے صحیح فائدہ اور نفع حاصل کر سکتا ہے-

زندگی کے گراں قدر سرمایہ (**وقت**) کے صحیح استعمال سے ہی ایک وحشی مہذب اور ایک مہذب فرشتہ سیرت: اسی کی برکت سے جاہل عالم: مفلس تونگر: نادان دانا: بنتے ہیں میں اپنے اس مضمون کو امام شافعیؒ کے اس قول پر ختم کرتا ہوں-الوقت سیف اقطعه والا قطعک یعنی وقت تلوار کی مانند ہے-آپ اس کو (کسی عمل میں) کاٹیے ورنہ (حسرتوں میں مشغول کرکے) وہ آپ کو کاٹ ڈالے گا-لہذا ہمیں زندگی کے اس گراں قدر سرمایہ کو صحیح استعمال کرنا چاہیے تاکہ دنیا و آخرت کی کامیابی ہم کو حاصل ہو-

مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کی رحلت۔

مفتی ذاکر حسن نعمانی

اسلامی فقہ کے محافظ، فقہ حنفی کے ترجمان، مناظر اسلام حق گو و نامور عالم دین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی انتقال فرما گئے-سرگودھا میں دوران درس طبیعت بڑھ گئی-علاج کے باوجود افاقہ نہ ہوا بالآخر ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو منگل اور بدھ کی درمیانی شب میں ۹ بجے روح پرواز کر گئی-انا للہ وانا الیہ راجعون-مولانا مرحوم وسیع المطالعہ-ذہین فطین اور اسلامی فقہ پر گہری نظر رکھنے والے بے مثال سکالر تھے فقہ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے حدیث اور اسماء الرجال میں ان کو کافی دندان حاصل تھا-بڑے ہنس مکھ اور تحمل والے تھے-بڑے بڑے اہم مناظروں میں مدمقابل کو انداف شکن جوابات دیا کرتے تھے-مناظرہ میں ان کو کبھی غصہ نہیں آیا یہ ان کا ایک ایسا وصف تھا جو بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے فقہ حنفی میں اتنا کامیاب، بے باک، حق گو اور نکتہ دس مناظر میں نے نہیں دیکھا ان کے ساتھ میری پہلی ملاقات جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں ۱۹۸۶ء میں ہوئی-دورہ حدیث سے فراغت کے بعد جامعہ کی طرف سے طلبہ کرام کو فرق باطلہ کے رد میں کچھ کورسز پڑھائے جاتے تھے-یہ سلسلہ غالباً اب بھی جاری ہے پڑھانے والے ملک کے نامور علماء اور مناظر ہوا کرتے تھے-غیر مقلدین جو بظاہر فقہ حنفی کے خلاف ہیں لیکن حقیقت میں غور کیا جائے تو چاروں مکتب فقہ کے خلاف ہیں-حالانکہ فقہ اسلامی حقیقت میں قرآن و حدیث کا صحیح فہم ہے-جب اسباب اختلاف موجود ہیں-اجتہاد کی گنجائش ہے تو اختلاف الانظار ضرور ہو گا جس کی وجہ سے اختلاف ناگزیر ہوتا ہے لیکن ایسا اختلاف جو مبنی بر حق ہو اور اس کی پشت پر صحیح اسلامی دلائل ہوں ایسی صورت میں اہل حضرات اور مجتہدین اختلاف کریں گے اور بقیہ حضرات خواہ علماء ہوں یا عوام ان میں سے کسی کی تقلید کریں گے-تقلید کی حقیقت قرآن و حدیث میں موجود ہے-اس حقیقت کا اصطلاحی نام تقلید ہے جیسے اصول فقہ میں

کتاب اللہ کی بیس (۲۰)اقسام-عام خاص مشترک مؤول وغیرہ کی حقیقت موجود ہے
علماء اصول فقہ نے ان کے نام، عام، خاص، مشترک، مؤول، حقیقت، مجاز، کنایہ وغیرہ
دیئے-اصول حدیث کی کئی اقسام ہیں مثلاً الباحث الحثیث میں علامہ حافظ ابن کثیر نے
پینسٹھ اقسام گنوائی ہیں-ان اقسام کی حقیقت قرآن وحدیث میں غور کرنے سے معلوم
ہے لیکن محدثین نے آسانی کے لئے ان مختلف حقائق کا نام-خبر واحد، مشہور اور متواتر
رکھ دیا-علم فقہ کے مسائل کی حقیقت قرآن وحدیث میں موجود ہے-سہولت کی خاطر
کے نام فرض، واجب، سنت، مستحب حرام اور مکروہ وغیرہ رکھ دیئے-قرآن وحدیث
حقائق سے صرف نظر کرکے ان اصطلاحی ناموں کے ساتھ الجھنا علماء کو زیب نہیں دیتا
کوئی ان اصطلاحات میں الجھ کر حجت بازی شروع کردے تو قرآن وحدیث سے باخبر علماء
بھی ان کا خیر مقدم نہیں کریں گے-میرے خیال میں اسلامی فقہ اور فقہ حنفی کے
جھگڑا ان اصطلاحات کا جھگڑا ہے-قرآن وحدیث سے ماخوذ فقہی اختلافات کو اتنی ہوا دی
کہ کفر وشرک تک بات پہنچ گئی اور اسلامی فقہ اور خاص کر فقہ حنفی کے خلاف ایک
مقلدین کی ایک مستقل جماعت بن گئی-جن کا اوڑھنا بچھونا صرف فقہ حنفی کا خلاف کرنا
یہاں تک کہ تقلید کو شرک کہہ دیا-اللہ کا کرنا ہوا کہ خود اس غیر مقلد جماعت کا ذہین
تیار کردہ شخص مولانا محمد امین اوکاڑوی سترہ سال غیر مقلد رہ کر ان کے خلاف ہو گیا
کرتے تھے-سترہ سال تک صرف انکار حدیث تھا-واقعی یہ بات دیکھنے اور سننے میں آئی
کہ غیر مقلدین احناف کی مستدل احادیث کا مختلف بودے تاویلات کر کے انکار کر دیتے
اللہ تعالی نے وجود موصوف کو علم، علمی استدلال، مناظرانہ طرز گفتگو، حاضر جوابی مخالف
سکت جواب دینا الزامی جواب اور علمی گرفت جیسے اوصاف سے خوب مالا مال کیا تھا
اور فقہی گفتگو سن کر ایک حنفی کے اندر حنفیت کی حقانیت اور اس میں مزید پختگی
فقہی مسائل میں بعض ایسے مخفی گوشے بیان کرتے تھے جو ایک ماہر کہنہ مشق
سننے میں نہیں آتے تھے-ہم نے بھی نیو ٹاؤن کراچی میں ان سے

استفادہ کیا تھا-جب کراچی سے رخصت ہونے لگے تو میں ان کے ساتھ ریلوے سٹیشن تک
آیا-خیبر میل میں ان کو بٹھایا تو سامنے والی سیٹ پر مستورات بیٹھی تھیں میں نے کہا حضرت
اوکاڑہ تک آپ کو تکلیف ہو گی تو فرمایا کوئی بات نہیں پھر قصہ سنایا-کہ ایک دینی رسالہ میں
حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا مضمون پڑھا جس میں لکھا تھا کہ سر کی آنکھیں تو اللہ تعالی
نے حیوانات کو بھی دی ہیں دل کی آنکھیں ہونی چاہئیں تاکہ انسان حلال و حرام کو بھی دیکھ
سکے-فرمایا کہ میں نے سوچا کہ حضرت لاہوری کا امتحان لینا چاہیئے-اور حرام کے پانچ روپیہ کا
پھل خرید کر پہنچ گیا-مجھ سے قبل ایک شخص چوری کا کوئی تحفہ لایا تھا اس کو واپس کر دیا-پھر
میں نے پھل پیش کیا تو وہ بھی واپس کر دیا-پھل واپس کرنے میں میرا اعتقاد بڑھ گیا-میں
نے عرض کیا حضرت مجھے بیعت کر دیں-تو حضرت والا نے فرمایا آج تو امتحان کی نیت سے
آئے تھے جاؤ جب بیعت کی غرض سے آؤ گے تو بیعت کر دوں گا-مولانا اوکاڑوی صاحب نے
فرمایا کہ میرا اعتقاد و اشتیاق اور بھی بڑھ گیا-پھر لاہور میں ایک رشتہ دار کے گھر رات
گزاری-صبح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کر دی اور فرمایا کہ اللہ تعالی تم سے کام
لے گا-(یہ کام فقہ حنفی کی صحیح ترجمانی تھی (از راقم) جناب مولانا اوکاڑی صاحب نے پھر
فرمایا کہ ایک دن ہم سکول کے چند اساتذہ بیٹھے تھے ہوئے تھے-ایک اجنبی عورت کی طرف
سننے میں آئی ب نے دیکھا-تو رات کو حضرت لاہوری کی خواب میں زیارت ہوئی اور فرمایا کہ کھرپا چاہیئے
انکار کر دیتے ب نے کھرپا دیا تو گندگی کے ڈھیر سے گندگی اٹھا کر مجھ سے فرمایا کھاؤ-اس اثناء میں پیچھے کی
جوابی مخالف طرف ہٹنے کی کوشش کر رہا ہوں اور ساتھ کہا حضرت یہ تو گندگی ہے تو حضرت لاہوریؒ نے
فرمایا اجنبی عورت کی طرف جو دیکھ رہے تھے کیا وہ گندگی نہیں تھی-جناب اوکاڑوی رحمۃ اللہ
نے فرمایا اس دن سے یہ خیال ہی دل سے اکھڑ گیا-حالانکہ یہ بد نظری اتنی گندی اور بری
بیماری ہے کہ یہ انسان سے موت کے ساتھ نکلتی ہے-جناب مولانا محمد امین اوکاڑوی کی یہ
دریں اور سبق آموز گفتگو سن کر حیران ہو گیا دنیا میں کیسی پاکیزہ ہستیاں موجود ہیں-خاتم

Scanned with CamScanner

کی بڑھیا والدہ موجود تھیں - اچانک اس پر نظر پڑی تو استغفار پڑھتے ہوئے الٹے پاؤں اور اس کی وجہ سے طبیعت پر ہر وقت بوجھ رہتا تھا اور اس کا تذکرہ فرماتے کہ یہ زندگی میں اجنبیہ ہے جس پر نظر پڑی ہے پھر گاڑی ہی میں احقر نے جناب اوکاڑوی" سے عرض حضرت پڑھنے کے لئے کوئی وظیفہ بتائیں تو فرمایا کہ صبح اور عشاء کی نماز کے بعد ... مرتبہ یا عزیز یا عزیز اس تصور کے ساتھ پڑھیں کہ میرے اوپر اللہ تعالی کی ایک نورانی ... ہے اور اس کے بعد دعا مانگیں کہ اے اللہ تیرے علم میں میری جان، مال اور دین کا جو ... ہو اس کے شر سے مجھے محفوظ فرما - الحمد للہ چودہ سال سے یہ وظیفہ پڑھ رہا ہوں - ... خیال تھا کہ مولانا مرحوم کو جامعہ عثمانیہ تشریف لانے کی زحمت دیں گے تاکہ جامعہ ... طلباء بھی ان سے مستفید ہوں لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا - جس کی وجہ سے وہ حسرت دل میں رہ گئی - حضرت" سے کافی علماء نے استفادہ کیا ہے اللہ تعالی سے امید ہے کہ انشاء اللہ ان کی کمی جلد پوری ہو جائے گی - اس لئے کہ جیسے وہ خود فعال اور مستعد تھے - اسی طرح انہوں نے اپنے شاگردوں کا جال بچھادیا ہے جو مولانا مرحوم اور فقہ حنفی کے لئے مفید ذخیرہ ہے - دین کا کام رکتا نہیں یہ سلسلہ انشاء اللہ چلتا رہے گا - اللہ تعالی ہر دور میں ہر فتنے کے لئے رجال پیدا فرماتا ہے - رہی موت کی بات تو اس سے کسی کو مفر نہیں ہر ایک کو جانا ہے لیکن بعض لوگ جانے کے بعد اپنے پیچھے ایک داستان غم رقم کر جاتے ہیں - غم ایک طبعی چیز ہے حضور کی وفات پر صحابہ کرام اتنے غمگین تھے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو سلام کیا حضرت عثمان نے جواب نہ دیا - حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا - حضرت عثمان نے کہا واللہ ماشعرت علیہ یعنی مجھے حضرت عمرؓ کا شعور تک نہیں ہوا - حضرت عمرؓ نے فرمایا واللہ سلمت علیہ - خدا کی قسم میں نے ان کو سلام کیا تھا - حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا - صدق عثمان - عثمان سچ کہتے ہیں - بہر حال حضرت مولاناؒ کی وفات کی خبر سن کر ایک بجلی سی دل پر گری - بہت غمگین ہوا - لیکن صبر کے سوا چارہ نہیں - حضرت مجھ سے کافی دور تھے لیکن مجھے ان سے بڑی محبت تھی -

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر نجات اخروی کا ذریعہ بنادے اور ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے - ان کے خاندان، اولاد، شاگرد اور حلقہ مستفیدین اور متعلقین کو صبر اور اجر عطا فرمائے - کبھی موقع ملا تو ان کی قبر کی زیارت کروں گا - قبر بزبان حال پکارے گی

میرے مرنے کے بعد آئے میرے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

بہر حال سب کا فریضہ بنتا ہے کہ جانے والے محسنین کو ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھیں

اعلان داخلہ

جامعہ عثمانیہ کے آئندہ تعلیمی سال نمبر 9 کے داخلہ کا نظام الاوقات مندرجہ ذیل ہے -

قدیم طلبہ کے داخلے کی تجدید ۲ جنوری ۲۰۰۱ء بروز منگل

درجہ تخصص کیلئے فضلاء کا امتحان ۲ جنوری ۲۰۰۱ء بروز منگل دس بجے

جدید طلبہ کا امتحان ۳، ۴ جنوری بروز بدھ، جمعرات **نتیجہ امتحان** - ۵ جنوری بروز جمعہ

شفوی جائزہ (کامیاب طلبہ کا انٹرویو) ۶ جنوری بروز ہفتہ

بنات کا داخلہ - ۷ جنوری بروز اتوار - **افتتاح اسباق** - ۸ جنوری بروز پیر

شعبہ حفظ میں داخلے کی گنجائش نہیں -

(نوٹ) پچھلے شمارے میں غلطی سے کامیاب طلبہ کے انٹرویو کی تاریخ ۶ جنوری کی جائے ۴ جنوری چھپ گیا ہے - دفتر تعلیمات جامعہ عثمانیہ پشاور

مذہب کے زندہ رہنے کے ذرائع

مولانا ابوالحسن ندویؒ

دراصل کوئی مذہب اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتا، ان خصوصیات کو زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رکھ سکتا۔ اور بدلتی ہوئی زندگی پر اثر نہیں ڈال سکتا جب تک اس میں وقتاً فوقتاً ایسے اشخاص نہ پیدا ہوتے رہیں جو اپنے غیر معمولی یقین، روحانیت، بے غرضی وایثار اور اپنی اعلادماغی اور قلبی صلاحیتوں سے اس کے تن مردہ میں زندگی کی نئی روح پھونک دیں، اور اس کے ماننے والوں میں نیا اعتماد اور جوش اور قوت عمل پیدا کر دیں زندگی کے تقاضے ہر وقت جوان ہیں، مادیت کا درخت سدابہار ہے، نفس پرستی کی تحریک اور اس کے مذہب کو حقیقۃً کسی تجدید کی ضرورت نہیں کہ اس کی ترغیبات اور اس کے محرکات قدم قدم پر موجود ہیں۔ پھر بھی اس کی تاریخ اس کے پرجوش داعیوں اور کامیاب مجددوں سے کبھی خالی نہیں رہی، جنہوں نے اس کی جوانی کو قائم اور اس کی دعوت کو اس وقت تک زندہ رکھا ہے۔

اگرچہ پیر ہے مومن، جواں ہیں لات ومنات

اس کا مقابل جب ایک نئی زندگی اور نئی طاقت کے ساتھ میدان میں نہیں آئے گا اور وقتاً فوقتاً اس کی تجدید نہیں ہوتی رہے گی، تازہ دم مادیت کے مقابلہ میں اس کا زندہ رہنا مشکل ہے۔

ہر نئے فتنہ اور نئے خطرے کے لئے نئی شخصیت وطاقت۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام کی اس طویل اور پرآشوب تاریخ میں کوئی قلیل سے قلیل مدت ایسی نہیں پائی جاتی۔ جب اسلام کی حقیقی دعوت بالکل بند ہو گئی ہو۔ حقیقت اسلام بالکل پردہ میں چھپ گئی ہو، امت اسلامیہ کا ضمیر بالکل بے حس ہو گیا ہو، اور تمام عالم

اسلام پر اندھیرا چھا گیا ہو، یہ تاریخی واقعہ ہے کہ جب بھی اسلام کے لئے کوئی فتنہ نمودار ہوا اس کی تحریف اور اس کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی یا اس کو غلط طریقہ پر پیش کیا گیا، مادیت کا کوئی سخت حملہ ہوا، کوئی طاقتور شخصیت ایسی ضرور میدان میں آگئی، جس نے اس فتنہ کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا اور اس کو میدان سے ہٹا دیا، بہت سی دعوتیں اور تحریکیں ایسی ہیں جو اپنے وقت میں بڑی طاقتور تھیں، لیکن آج ان کا وجود صرف کتابوں میں رہ گیا ہے، ان کی حقیقت کا سمجھنا بھی آج مشکل ہے، کتنے ہیں جو قدریت، جہمیت، اعتزال، خلق قرآن، وحدۃ الوجود اور اکبر کے دین الٰہی کی حقیقت اور تفصیلات سے واقف ہیں، حالانکہ یہ اپنے اپنے وقت کے بڑے اہم عقائد ومذاہب تھے، ان میں سے بعض کی پشت پر بڑی بڑی سلطنتیں تھیں اور اپنے زمانہ کے بعض بڑے ذہین اور لائق اشخاص ان کے داعی اور علمبردار تھے، لیکن بالآخر حقیقت اسلام نے ان پر فتح پائی اور کچھ عرصہ کے بعد یہ زندہ تحریکیں اور سرکاری مذہب علمی مباحث بن کر رہ گئے، جو صرف علم کلام اور تاریخ عقائد کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ دین کی حفاظت کی یہ جدوجہد، تجدید وانقلاب کی کوشش اور دعوت واصلاح کا یہ سلسلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی اسلام کی تاریخ اور ایسا ہی مسلسل ہے جیسی مسلمانوں کی زندگی۔

تاریخ کے گم شدہ مآخذ۔ لیکن اس کی ذمہ داری صرف مورخین پر عائد نہیں ہوتی اس کے ذمہ دار وہ تمام لوگ ہیں جو تاریخ کی اصطلاحی اور سرکاری حیثیت کے سوا کوئی اور حیثیت ماننے پر تیار نہیں اور کسی ایسی کتاب کو لائق اعتبار نہیں سمجھتے جو کسی کتب خانہ میں تاریخ کی الماری کے اندر نہ ہو، یا فن تاریخ کے تحت درج نہ ہو، حالانکہ ایسی بہت سی کتابیں اپنے اندر تاریخ کا بہت قیمتی ذخیرہ رکھتی ہیں اور ان کو بہت اہم مآخذ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ ادبی اور دینی کتابیں ہیں جن میں ان داعیوں اور مصلحین امت نے اپنے دلی احساسات وکیفیات کو بے نقاب کیا ہے اور اپنی زندگی کے اہم واقعات اور تجربے درج کئے ہیں۔ یہ وہ

Scanned with CamScanner

کتابیں ہیں جن میں شاگردوں اور مریدوں نے اپنے اساتذہ و شیوخ کے نصائح و ملفوظات
حقائق و معارف قلم بند کئے ہیں۔ اور ان کی پر اثر اور بابرکت مجلسوں کی روئیداد پیش کی
یہ مکتوبات اور مواعظ کے وہ مجموعے ہیں جن سے ان کے خیالات و افکار، اور جذبات و کیفیات
کا صحیح اندازہ ہوتا ہے، یا وہ کتابیں جو احتساب، سوسائٹی پر تنقید اور بدعات و منکرات
رد و ابطال میں لکھی گئی ہیں۔ اگر ہمارا مطالعہ اپنی مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھ کر ان
گم شدہ تاریخی مآخذ تک وسیع ہو سکتا اور کوئی وسیع النظر نکتہ رس اور باہمت محقق
موضوع پر جم کر کام کر سکتا تو ایک مربوط و مکمل تاریخ اصلاح و تجدید پیش کرنے میں کامیاب
ہو جاتا اور ہمیں صاف نظر آتا کہ دعوت و عزیمت دونوں چیزیں اس امت کے ہر دور اور
محلے میں اس کا ساتھ دیتی رہیں، اور انہوں نے کبھی اس کو مایوس اور محروم نہیں کیا۔

اسلام کی میراث۔ یہ میراث جو ہمارے ہاتھ میں پہنچی اور جس کو ہم میراث کے
میں نہیں بول رہے ہیں، جو اہل مغرب کا مفہوم ہے، اس لئے کہ اسلام ایک زندہ جاوید
ہے، ہم میراث سے وہ دولت اور ثروت مراد لیتے ہیں، جو ہمارے اسلاف سے ہماری طرف
منتقل ہوئی ہے، علم راسخ، محفوظ و مضبوط عقائد، طاقتور ایمان، سنت سنیہ، اخلاق عالیہ
فقہ و شریعت اور شاندار اسلامی ادب کی ثروت اس میراث میں ہر اس فرد کا پورا حصہ ہے جس
نے اسلام کے کسی دور میں بھی منہاج خلافت پر حکومت قائم کی، جاہلیت اور مادیت کا مقابلہ
کیا، اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، اسلام کے جو خصائص مٹ گئے تھے ان کو اجاگر کیا، امت
میں ایمانی روح پیدا کی، اس لازوال ثروت میں ہر اس شخص کا اضافہ تسلیم کیا جائے گا جس
اس دین پر، اس کے مآخذ اور اس کی تعبیرات پر اعتماد کو از سر نو استوار کیا۔ نووارد فلسفوں
ابطال کیا، اسلام کی حقیقی فکر کی حفاظت کی اور اس امت کو کسی نئے فتنہ میں پڑنے سے بازر
جس نے اس امت کے لئے اس کے دین اور مصادر دین کی حفاظت کی، حدیث و فقہ
تدوین جدید کا کام انجام دیا، اجتہاد کا دروازہ کھولا اور امت کو تشریع کا خزانہ عامرہ اور زندہ

معاشرہ کا منظم قانون عطا کیا، جس نے معاشرہ میں احتساب کا فرض ادا کیا، اور اس کے
انحراف اور کج روی پر کھل کر تنقید کی، اور صحیح و حقیقی اسلام کی برملا و آشکارا دعوت دی، جس
نے شکوک و شبہات کے دور اور اضطراب عقائد کے زمانہ میں علمی طرز استدلال اختیار
کر کے دماغوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور ایک نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی، جس نے
دعوت و تذکیر اور انذار و تبشیر میں انبیاء علیہم السلام کی نیابت کی، اور ایمان کی دبی ہوئی
چنگاریوں کو شعلہ جوالہ کی حرارت و حرکت بخشی، جس نے مادہ پرستی کے تند و تیز دھارے
کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی تیزی و بلاخیزی کم کی، اور خدا کی مخلوق کو اس دھارے میں بہ
جانے یا اس میں دب جانے سے محفوظ رکھا جس نے اس امت کو سیاسی قوت کی حفاظت کی اور
اس کو پے در پے خارجی حملوں کو سہار لینے کی قوت عطا کی، جس نے اپنی حکیمانہ دعوت اور
اپنے دام محبت سے اس دشمن کو شکار کیا جو زور شمشیر اور نوک خنجر سے بھی زیر نہ ہو سکا تھا اور
جس نے عالم اسلام کو اس سرے سے اس سرے تک زیر و زبر کر کے رکھ دیا تھا، جس نے
اپنے طاقتور ایمان اور اپنی روحانی قوت سے ایسے دشمنوں کو خطیرہ اسلام میں داخل کیا اور محمد
عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا شرف بخشا، جس نے اپنے طاقتور ادب اور دل گداز و بلیغ
اشعار سے ان ذہنوں کو اسیر دام کیا جو علمی مباحث اور مذہبی فلسفوں سے مطمئن ہونے والے
نہیں تھے، یہ پورا ایک سلسلہ ہے اور اس میں ہر شخصیت کا ایک خاص حصہ اور مرتبہ ہے،
تاریخ دراصل امانت کی ادائیگی اور حق شناسی اور اعتراف حقیقت کا نام ہے، ان میں ہر شخص
اسلام کی کسی نہ کسی سرحد کا محافظ اور اسلام کے ترکش کا ایک قیمتی تیر تھا، اگر ان لوگوں کی
مخلصانہ کوششیں نہ ہوتیں جن کو آج ہم تاریخ کی دوربین سے دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں تو
ہم تک یہ مجموعہ نہ پہنچ پاتا جس میں ہمارے لئے عزت، عبرت اور موعظت کا وافر سامان
موجود ہے اور جس کی موجودگی میں ہم اقوال عالم کے سامنے جا طور پر اپنا سر بلند رکھ سکتے ہیں

Scanned with CamScanner

عید الفطر احکامات کی روشنی میں

مفتی حمید اللہ

دنیا کے اس چند لمحاتی زندگی میں ہر قوم کے لئے سال بھر میں دو چار دن ایسے ضرور آتے ہیں جن کو وہ اپنے کسی جشن کی یادگار سمجھ کر عزیز رکھتی ہیں اور قوم کے ہر فرد کے لئے ان کو پانا خوشی و نشاط کا دروزہ کھول دیتا ہے۔

لیکن مسلم اور غیر مسلم کی خوشی اور غم میں بہت بڑا فرق ہے۔ غیروں کی جشن اور نشاط لذائذ دنیوی اور نفسانی خواہشات کے حصول پر مبنی ہوتی ہے۔ لیکن نفسانی خواہشات کی بنیاد پر جو جشن منایا جاتا ہے چونکہ اس میں خالق حقیقی کی رضامندی کا تصور نہیں ہوتا اس لئے ان ظاہری خوشیوں کا انجام پریشانی اور بے چینی ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس مسلم قوم کی جشن اور ماتم، خوشی اور غم، مرنا اور جینا سب کچھ خدا کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل ان صلاتی ونسکی و محیای ومماتی لله رب العالمین لا شریك له وبذالك امرت وانا اول المسلمین

ترجمہ ۔ کہہ دے کہ میری نماز، میری تمام عبادت میرا جینا اور میرا مرنا جو کچھ ہے اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ اور میں مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔

مسلمانوں کے عزائم، غم و خوشی محض خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں ہوتے بلکہ مشیت الٰہی کے تحت رضائے الٰہی کے محکوم ہوتے ہیں۔ ان کے لئے سب سے بڑا ماتم یہ ہے کہ دل اس کی یاد سے غافل اور زبان اس کے ذکر سے محروم ہو جائے اور سب سے بڑا جشن یہ ہے کہ ان کے سر اطاعت خداوندی میں جھکے ہوں اور زبان اس کی حمد و تقدیس سے لذت یاب ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انما یؤمن بایتنا الذین اذا ذکروبھا خروا

سجداً و سبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون ۔ تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً

ترجمہ ۔ پس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ (ایمان سے) سے تکبر نہیں کرتے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی و غم اور دیگر امور میں ہر حال میں انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کا تابع ہے۔ اس لئے جس وقت اللہ تعالیٰ کسی خوشی کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اس وقت خوشی منانے پر وہ راضی ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک حکمت آمیز ضابطہ حیات کے تحت رمضان المبارک جیسے حکم الٰہی کی بجا آوری پر عید الفطر اور مسافرین حجاز کے عشق آمیز عبادت کے پورا ہونے پر سنت خلیلی کی روشنی میں عید الاضحیٰ کی صورت میں خوشیوں کو لپیٹ لیا۔ یعنی مسلمانوں کو درگاہ الٰہی سے اطاعت و شکر گزاری کے جشن کے لئے دو دن ملے ہیں۔ پہلا دن عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔

عید الفطر کا دن اس ماہ مقدس کے اختتام پر منایا جاتا ہے جس میں سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام سے ان کو مخاطب فرمایا۔ شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ یعنی اس مہینے میں وہ نور صداقت اور کتاب دی گئی جس نے انسانی معتقدات و اعمال کی تمام ظلمتوں کو دور کیا اور ایک روشن و سیدھی راہ دنیا کے آگے کھول دی جس کی وجہ سے دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا۔ اس مہینے کے اختتام پر بطور شکریہ عید الفطر منائی جاتی ہے۔ لیکن حقیقی مسلمان کے لئے خوشی وہ ہے جو منکرات یعنی خلاف شرع امور سے خالی ہوں اور رضائے الٰہی کے عین مطابق ہوں

اب عید خوشی کا دن تب ہوگا جب اس میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ احکامات کی بجا آوری ہو جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حقیقی عید کی پانچ

Scanned with CamScanner

نشانیاں ہیں۔

(۱) خشیت الٰہی جو انسان کو گناہ سے محفوظ رکھتی ہے اور اطمینان قلب عطا کرتی ہے

(۲) گناہوں پر ندامت جو انسان کو شیطانی مکروفریب سے بچاتی ہے

(۳) عاجزی وانکساری جس کی بدولت انسان پل صراط سے گزر جائے گا۔

(۴) اطاعت الٰہی جو انسان کو جنت کی بشارت دیتی ہے۔

(۵) حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پابندی جو انسان کو رضائے الٰہی سے بہرہ یاب کرتی ہے۔

عید اس کے لئے نہیں جو صرف نئے کپڑے زیب تن کرلے بلکہ عید اس کے لئے ہے جو ڈر اور خوف سے امن مل جائے اور عید کے دن توبہ کرلے کہ پھر گناہ کی طرف کبھی نہ لوٹے اس سلسلے میں ہر شخص کو بحیثیت مسلمان اس دن کے احکامات سے اپنے آپ کو باخبر رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ ذیل میں عید کے دن ہونے والے اعمال کا ایک جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ عید کے دن صبح سویرے اٹھ کر نماز فجر اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھنا سنت ہے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد نماز عید کی تیاری شروع کرنے میں چند باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ غسل کرنا۔ لیکن غسل عید کے دن کے لئے نہیں بلکہ عید کے نماز کے لئے سنت ہے۔ یعنی اس غسل پر نماز پڑھنا چاہیئے۔ ایسا نہ کریں کہ صبح سویرے غسل کرکے نماز عید تک وضو ٹوٹ جائے۔ غسل سے فارغ ہوکر اپنی استطاعت کے مطابق خوبصورت اور نئے کپڑے پہننا چاہیئے۔

حدیث میں ہے۔

كان رسول الله ﷺ يلبس يوم العيد برده حمدآء

ترجمہ۔ حضورؐ عید کے دن سرخ چادر پہنتے تھے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کپڑا تھا جس پر سرخ لکیریں تھیں۔ اسلئے بالکل سرخ کپڑا مردوں کے لئے استعمال میں لانا جائز نہیں چنانچہ علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے کہ وہ کپڑا در حقیقت دو رنگوں سے مخلوط تھا۔ یعنی یمنی چادر تھی اور اس میں سبز و سرخ لکیریں تھیں۔ ۵۶۷

اگر کسی مسلمان کے نئے کپڑے لینے کی طاقت نہ ہو تو صاف کپڑے ضرور پہنا کرے چونکہ عید کے دن زینت کرنا اور خوشی و نشاط کا اظہار کرنا بھی مستحب ہے۔ علامہ ابن نجیم صاحب نے حاوی القدسی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس دن کے آداب سے یہ بھی ہے کہ آدمی زینت کرے اور نشاط اور خوشی کا اظہار کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کرے اور عیدگاہ کی طرف جلدی سے جائے۔ (۳)

اس طرح نماز سے پہلے مسواک کرنا، خوشبو لگانا بھی سنت ہے۔ جب غسل کرکے کپڑے پہن کر خوشبو لگائے تو نماز عید کے لئے تیار ہوگیا اب عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے تین، پانچ یا سات کھجور کھانا سنت ہے اگر کھجور نہ ملے تو کوئی شیرین چیز کھالے۔ بعض علاقوں میں رواج یہ ہے کہ دودھ اور چھوارے ملا کر کھانے کو سنت سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا کوئی اصل نہیں۔ اس طرح بعض علاقوں میں سویاں اور دودھ کھانے کی رسم ہے۔ یہ بھی محض بے اصل اور ایک رواجی امر ہے اس کو مسنون نہ سمجھنا چاہیئے۔

قال حدثني انس عن النبي صلى الله عليه وسلم وياكلهن و ترا (٤)

یعنی حضورؐ عید الفطر کی صبح طاق عدد کے اعتبار سے کھجور تناول فرماتے تھے۔ اس کے بعد عیدگاہ کی طرف روانہ ہونا چاہیئے۔ اگر عیدگاہ قریب ہو تو اس لئے پیدل جانا چاہیئے کہ پیدل جانا مستحب ہے۔ کیونکہ حضورؐ جنازہ اور عید کی نمازوں کے لئے پیدل گئے تھے۔ البتہ واپسی پر سواری میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس میں بھی چند باتوں کی رعایت ضروری ہے۔ ایسے راستے پر جائے جس پر فقراء و مساکین زیادہ ہوں تاکہ ان پر تصدق کیا جاوے کیونکہ عید کے دن زیادہ سے زیادہ صدقہ دینے کی ترغیب آئی ہے۔ ہاں واپسی پر کسی دوسرے راستے پر آنا مستحب ہے۔ اور راستے پر چلتے وقت تکبیرات آہستہ آواز سے پڑھنا چاہئیں۔

نماز عید کا طریقہ ۔ عید الفطر کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی کے لئے آسان ہو تو پہلے یہ نیت کرلے ﴿نويت ان اصلى ركعتي الواجب صلواة عيد الفطر مع ست

۵۶۸

تکبیرات واجبة — ۶

ترجمہ - میں نے نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں - نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانك اللهم پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکادے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرلے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں - اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کے بعد کوئی اور سورت پڑھے - جب پہلی رکعت کے رکوع و سجود سے فارغ ہو جائے تو دوسری رکعت شروع کرے - دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھ لے اور اس کے بعد تین تکبیریں پہلی رکعت کی طرح پڑھ لے - لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے - اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے - اور رکعتیں پوری کرے - اس کے بعد امام لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے - جس کا سننا واجب ہے - اس کے بعد امام دعا کرے اور لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹیں -

واپسی پر اگر سوار ہو کر آنا چاہے تو اجازت ہے اس دن اپنے مسلمان بھائی والدین عزیز واقارب کو مبارک بادی دینا بھی سنت ہے - جس کے الفاظ کچھ یوں منقول ہیں - تقبل الله منى و منك و عيد مبارك عليك (۵)

عورتوں پر نماز عید نہیں اگر عورتیں چاہیں کہ چاشت کی نماز ادا کریں تو عیدگاہ میں امام کی فراغت کے بعد چار رکعتیں پڑھیں - لیکن عید کے دن مردوں کے لئے ضحیٰ یا چاشت کی نماز نہیں ہے - البتہ عید الفطر میں عیدگاہ سے واپس آکر گھر میں پڑھ سکتے ہیں - علامہ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں لکھا ہے کہ اگر کسی سے عید کی نماز فوت ہو جائے تو اگر چاہے تو چار یا دو رکعتیں گھر میں پڑھے لیکن اس میں تکبیرات عید نہ ہوں گی - کیونکہ یہ نماز عید کی قضاء نہیں بلکہ محض صلوٰۃ ضحیٰ ہے - ۵۶۹

صدقۃ الفطر - عید الفطر کے دن ایک معین مقدار محتاجوں کو دینا واجب ہے اس کو صدقۃ الفطر کہتے ہیں - جس (سال) رمضان کے روزے فرض ہوئے تھے حضورؐ نے صدقۃ الفطر کا حکم بھی اسی سال دیا تھا - صدقۃ الفطر میں اللہ تعالیٰ کے عظیم احسان کے شکر کی ادائیگی ہے کہ اس نے ماہ مبارک سے ہمیں مشرف کیا مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ صدقۃ الفطر سے روزہ مقبول ہو جاتا ہے -

صدقۃ الفطر کے چند اہم مسائل - صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں - (۱) آزاد ہونا، لونڈی غلام پر صدقہ نہیں (۲) مسلمان ہونا، کافر پر صدقہ نہیں (۳) نصاب کا مالک ہونا یعنی ۸۷ء۴۷۹ گرام سونا یا ۶۱۲ء۳۵ گرام چاندی، یا ان دونوں میں کسی ایک کی قیمت کے برابر نقدی یا مال تجارت یا گھر میں بنیادی ضروریات سے زائد سامان یا ان پانچوں یا ان میں سے بعض کا مجموعہ ہو تو صدقہ فطر واجب رہے گا - ٹی وی وغیرہ جیسے خرافات انسانی حاجات میں داخل نہیں - اس لئے ان کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی -

یاد رہے کہ نہ تو اس پر سال گزرنا شرط ہے اور نہ مال تجارت ہونا اور نہ ہی صاحب نصاب کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے یعنی بچوں اور مجنون پر بھی صدقہ فطر واجب رہے گا - ان کے اولیاء کو ان کی طرف سے ادا کرنا چاہیئے - صدقہ فطر اپنی طرف سے نابالغ اولاد کی طرف سے اور اسی طرح بالغ اولاد کی طرف سے بھی بشرطیکہ وہ فقیر ہو اور لونڈی غلاموں کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے گا - اگرچہ وہ کافر ہوں - نابالغ اولاد اگر مالدار ہو تو اس کے مال سے ادا کرے ورنہ اپنے ہی مال سے ادا کرنا ہوگا ہاں اگر بالغ اولاد ہوں تو ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں اور اگر کوئی احساناً ادا کرے تو جائز ہے -

اور اگر بالغ اولاد میں سے کوئی مالدار ہو تو مگر مجنون ہو تب بھی انہی کے مال سے باپ صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے - باپ اگر مر گیا ہو تو دادا باپ کے حکم میں ہے یعنی پوتے اگر مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کرے ورنہ اپنے مال سے ان کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب

۵۷۰

ہو گا-اپنی بیوی کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں احساناً اگر ادا کرے تو جائز
اسی طرح مال پر اپنی اولاد کی طرف سے اور بیوی پر شوہر کی طرف سے صدقہ فطر ادا
واجب نہیں-

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت عید الفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے-لہذا
شخص طلوع فجر سے پہلے مر جائے تو پھر اس پر صدقہ فطر واجب نہیں-اس طرح جو شخص
بعد طلوع فجر کے اسلام لائے اور مال پایا جائے یا جو بچہ طلوع فجر کے بعد پیدا ہوا اس پر
صدقہ فطر واجب ہے-ہاں جو لڑکا قبل از طلوع فجر پیدا ہوا یا جو شخص قبل طلوع فجر
اسلام لائے یا مال پائے اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا-

فقہاء کرام صدقہ فطر کی ادا کرنے کی چند صورتیں بیان کرتے ہیں-

(۱) عید کے دن سے پہلے ادا کرنا یہ جائز ہے (۲) عید کے دن نماز سے پہلے ادا کرنا یہ مستحب
ہے (۳) نماز عید یا یوم الفطر کے بعد تاخیر پر گنہگار ہوگا-لیکن ادا کرنے سے گناہ مٹ
ہے-حضور پاک کا ارشاد ہے-﴿من اداها قبل الصلواة فهو زكواة مقبولة و
اداها بعد الصلواة فهى صدقة من الصدقات﴾

ترجمہ-جس نے صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کیا تو یہ مقبول زکواۃ ہوگی-اور جس نے نماز
بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے-

آج کل صدقہ فطر مولانا رشید احمد صاحب کی تحقیق کے مطابق ۲۳۲ء۲ کلو گرام گیہوں یا
کے آٹے کی قیمت ادا کرنا ہوگی اس لئے مذکورہ مقدار کی قیمت مارکیٹ نرخ کے مطابق معلوم
کر کے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے-

مصادر و مراجع (۱) السجدہ/آیت ۱۵ (۲) معارف القرآن ج ۷/ ۶۵
(۳) بحر الرائق ج ۲/۱۷۵ (۵) بخاری ج ۱/۴۳۶ (۵) بحر الرائق ج ۲/۱۷۵
۵۷۱

فہرست مضامین جنوری ۲۰۰۰ء تا دسمبر

مرتب:- جلال الدین
درجہ تخصص

اداریہ

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	جہادی تنظیموں پر پابندی کا مطالبہ	۲
۲	ذہنی غلامی کی عکاسی	۵۰
۳	فکری ندوی کی ہمہ گیری	۹۸
۴	امریکی عنایات یا نفرت کی بیج	۱۴۶
۵	نام نہاد انسانی حقوق کا تحفظ یا دشمنان اسلام کی کھلی چھٹی	۱۹۴
۶	آہ مولانا یوسف لدھیانوی	۲۴۲
۷	عسکری حکومت اور عوام دست تصادم	۲۸۹
۸	این جی اوز کی یلغار اور علماء کی ذمہ داریاں	۲۳۷
۹	وعدہ معاف گواہ یا بددیانتی کا کھلا اقرار	۳۸۴
۱۰	جامعہ کی مجلس شوری کی فعال کارکردگی	۳۳۲
۱۱	دشمنان اسلام کی دھمکیاں اور اس کے تقاضے	۴۸۲
۱۲	امت کی فضیلت کا راز	۵۳۰

دارالافتاء

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	فتوی کی تاریخی و شرعی حیثیت	۲۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محاسن القرآن

١ وإذ قال ربك للملائكة إني جاعل في الأرض خليفة (الآیۃ)
(اختلاف سے پہلے کی حقیقت [illegible]
[illegible]

٢ وعلم آدم الأسماء كلها ـ (البقرة [illegible])
(کلاس ـ طریقہ تعلیم [illegible]
[illegible])

٣ وإذ قلنا للملائكة اسجدوا (الآیۃ)

(کلاس ـ [illegible]
[illegible]
[illegible]

٤ وقلنا يا آدم اسكن أنت وزوجك الجنة (الآیۃ)
(کلاس ـ [illegible]

٥ فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه ـ (الآیۃ)
کلاس ـ [illegible]

٦ يا بني إسرائيل اذكروا ـ الآیۃ
(کلاس ـ [illegible]
[illegible]
[illegible]

٧ أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم (الآیۃ)
(کلاس ـ [illegible])

٨ يا بني إسرائيل اذكروا نعمتي التي أنعمت عليكم (الآیۃ)
(کلاس ـ [illegible]
[illegible])

٩ وإذ نجيناكم من آل فرعون يسومونكم سوء العذاب (الآیۃ)
(کلاس ـ [illegible]

١٠ وإذ واعدنا موسى أربعين ليلة (الآیۃ)
(کلاس ـ [illegible]
[illegible])

١١ وإذ قال موسى لقومه يا قوم إنكم ظلمتم (الآیۃ)

	(محاسن، پانچواں انعام توبہ کی قبولیت، چھٹا انعام، گستاخانہ رویہ یہ فرصت شکریہ کی فراہمی		۴۸۷
۱۲	وظللنا علیکم الغمام وانزلنا (الایة)		

معاشیات

۱	عادلانہ ٹیکس کا جواز اور نفاذ کا طریقہ کار	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۳۵۲
۲	اسلام اور خود غرضی	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۳۹۳
۳	اسلامی معاشیات کے چند اہم ضابطے	پروفیسر مطیع اللہ	۱۷۱
۴	عالم اسلام کی معاشی استعداد کا صحیح استعمال	ذاکر حسن نعمانی	۳۴۱
۵	پبلک لمیٹڈ کمپنی کیا ہوتی ہے	سید محمد عباس	۴۱۴
۶	نوٹ کی شرعی حیثیت	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۴۹۲
۷	محنت میں ٹیکس کا نفاذ	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۵۴۳ھ

سیاسیات

۱	اسلامی حکومت کے حکام اور عاملین	سید سلیمان ندوی	۲۵۴
۲	اسلام کا طرز حکومت	پروفیسر عبدالرؤف	۳۵۲
۳	نظریہ قومیت ولادینیت	قاری فیاض الرحمٰن علوی	۱۲

علمی و تحقیقی مقالات

نوان	مقالہ نگار	صفحہ نمبر
رآن وحدیث کی تشریح کا ق کس کو	مفتی ذاکر حسن نعمانی	۵۸
للبہ حدیث کے لئے انمول تحفہ	مولانا ذکریا	۱۰۹
قہی احکام میں تخفیف وسہولت کے چند اسباب	مولانا تقی امینی	۱۵۵
پرویزیوں کو اجماع امت نے غیر مسلم قرار دیا ہے	عبدالخالق بھٹی	۳۹
ی-ٹی-بی-ٹی کیا ہے	ڈاکٹر وقار حسین	۷۳
پرویزیوں کو اجماع امت نے غیر مسلم قرار دیا ہے	عبدالخالق بھٹی	۸۴
حسن انسانیت مہد سے لحد تک	مولانا انعام اللہ قاسمی	۸۷
نصابی خاکہ اسلامی تناظر میں	مولانا ذاکر حسن نعمانی	۱۱۷
متاع وقت اور حیات مستعار	مولانا قاری احسان الحق	۱۲۵
شہید قاضی محمد زاہد الحسینیؒ	"	۱۳۰
اسلام کا نظام طلاق	مولانا خالد محمود	۱۸۴
دینی اداروں کے خلاف یہودیوں کی منظم سازش	قاری فیاض الرحمٰن علوی	۲۱۶
طلاق اور بہانے	مولانا خالد محمود	۲۲۴
نصاب تعلیم میں تحریف قرآن		۵۷۶

کی مذموم کوشش | مولانا حسین احمد | ۲۲۹
داستان عشق و محبت از ملفوظات | مولانا اشرف علی تھانویؒ | ۲۶۳
جذبات ایک قاری | شعیب خان | ۲۷۱
ایک مجلس اور تین طلاق | مولانا خالد محمود | ۲۷۷
بنگلہ دیش میں دینی مدارس
نئے رجحانات | ڈاکٹر ممتاز احمد | ۳۰۱
حقوق العباد کی اہمیت | مولانا خالد محمود | ۳۰۳
قرآن مجید کی روشنی میں انسان
اور انسانیت | مولانا سعید الدین شیر کوٹی | ۳۶۹
قرآن حکیم اور میڈیکل سائنس | ڈاکٹر نور محمد | ۵۰۴
عربی زبان کی امتیازی خصوصیات | ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی | ۵۰۹
قرآن مجید کی روشنی میں انسان
اور انسانیت | مولانا سعید الدین شیر کوٹی | ۵۱۷
اکابرین کے خطوط | | ۲۷۳
مذہب زندہ رہنے کے ذرائع | مولانا ابوالحسن علی ندوی رح | ۵۶۰

اخبار الجامعه

اخبار الجامعہ | مولانا تحمید اللہ جان | ۹۵
" | ۱۳۸
" | ۱۹۱
جامعہ کی تیسری ماہانہ تعلیمی میٹنگ میں
چند امور کا تذکرہ | | ۲۸۷
جامعہ کے اساتذہ کرام کو

بنوں برانڈ
توابل الادم
۱۶ سولہ اجزاء مجموعہ
بنوں
سالن مصالحہ
مرچ سرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ، کالی مرچ
دار چینی، جلوتری، الائچی کلاں، ادرک، اناردانہ، تیز پتہ
جائفل، لونگ، اور ٹماٹر پاؤڈر
تیار کردہ:- حاجی مقبول الرحمن، شاقیاز خان
گل آباد کالونی دلہ زاک روڈ پشاور۔ پاکستان